بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیم الایمان

اللہ کیسی پرورش کرتا ہے

(صفت ربوبیت پر غور و فکر)

تصنیف

عبداللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی

مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری

استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم سبیل السلام، حیدرآباد

ناشر

عظیم بک ڈپو، نزد جامع مسجد دیوبند، یوپی (انڈیا)

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کے چھپوانے کی اجازت ہے)

نام کتاب: اللہ کیسی پرورش کرتا ہے

تصنیف: عبداللہ صدیقی

زیر سرپرستی: مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری

سنہ طباعت: ۲۰۱۱ء

کتابت: محمد احسان اللہ (الکوثر کمپیوٹر سنٹر) 9292909141

تعداد: ۵۰۰

حیدرآباد آندھرا پردیش میں کتابیں ملنے کا پتہ

officemate Stationery

Beside Ganga-jamuna Hotel,

Opp: Mahdi Function Hall, Lakdi ka Pull, Hyderabad A.P

Cell: 9391399079, 9966992308

ناشر

عظیم بک ڈپو نزد جامع مسجد دیوبند، یوپی۔ انڈیا

اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھانے کے لئے اس کتاب کو ضرور پڑھئے اور اپنے بچوں میں اللہ سے پرورش ہونے کا احساس اور یقین مضبوط کیجئے، انشاء اللہ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد ایمان میں شعور بیدار ہوگا۔

فہرست مضامین

☜	اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر غور وفکر کرنے سے اللہ سے محبت بڑھتی ہے	4
☜	اللہ تعالیٰ ہی اکیلا کائنات کا ''رب'' ہے	7
☜	مخلوقات کی ضرورتیں کیا کیا ہیں؟	10
☜	انسان وجنات کے لئے دنیا امتحان وآزمائش کی جگہ ہے	10
☜	''رب'' کسے کہتے ہیں؟	11
☜	وہ رب ہونے کے ناتے سمیع وبصیر بھی ہے	22
☜	وہ رب ہونے کے ناتے علیم وخبیر بھی ہے	24
☜	وہ رب ہونے کے ناتے ہادی ومعلم بھی ہے	26
☜	اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے کرشموں پر غور کرو!	27
☜	وہ رب ہونے کے ناتے مصور بھی ہے	37
☜	غذاؤں میں سے معدنیات کے مادّے کھلائے جا رہے ہیں	38
☜	انڈوں میں اور ماں کے پیٹ میں جانوروں کی کون پرورش کرتا ہے؟	40
☜	اللہ تعالیٰ آبادی کے بڑھنے سے ضرورت کی چیزوں میں اضافہ کر رہا ہے	41
☜	بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ ماڈرن ہوگیا ہے، لہٰذا چودہ سو سال کے پرانے دین میں بھی ماڈرنیزم آنا چاہیے۔	46

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

(ساری تعریف اور شکر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے عالموں کا پالنہار ہے)

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر غور وفکر کرنے سے اللہ سے محبت بڑھتی ہے

اسلام ہی واحد مذہب ہے، جو انسانوں کی زندگی کے ہر شعبے میں بہترین اور کامل تربیت کرتا ہے؛ چنانچہ اسلام نے جتنے احکام دیے ان کا ایک ظاہری پہلو ہے اور ایک باطنی۔ دونوں حالتوں کی سدھار کے لیے اس کے اصول بتلائے، مثلاً عبادات میں نماز کا ایک ظاہری پہلو یہ ہے کہ انسان نماز سے پہلے طہارت حاصل کرے، وضو کرے، اس کے کپڑے اور جگہ صاف ہوں اور قبلہ رخ ٹھہرے، نماز کا باطن یہ ہے کہ خالص اللہ کے لیے نماز ادا کرے، اللہ کے واسطے اللہ کی محبت میں نماز ادا کرے اور یہ تصور رکھے کہ وہ خدا کے سامنے ٹھہرا ہے اور خدا اسے دیکھ رہا ہے، اسی طرح کسی سے ملاقات کرے تو ہنستے اور مسکراتے چہرے اور خندہ پیشانی سے ملے، دل کو بغض، جلن اور حسد سے پاک رکھے، یہ اخلاقیات کا باطن ہے۔اسی طرح اللہ پر ایمان لانے اور توحید اختیار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ظاہر میں کسی کو خدا کی جگہ نہ بیٹھائے، کسی کے سامنے سر نہ جھکائے اور نہ ہاتھ پھیلائے، زبان سے اللہ کی حمد وثنا بیان کرے، توحید کا باطن یہ ہے کہ ہر اطاعت اللہ کی محبت اور اسی کے ادب واحترام میں کرے، اگر اندر محبت نہ ہو اور دکھاوے کے لیے نماز ادا کی تو یہ اطاعت بے کار ہے۔دل میں اللہ کی عظمت وکبریائی نہ ہو اور غیر اللہ کی محبت ہو، تو یہ منافقانہ بات ہے۔دل وجان سے اللہ کو ماننے والا بننا یہ توحید ہے،

دل میں بھی اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا توحید ہے۔

اگر انسان نماز میں کپڑے صاف ستھرے رکھے، خوب اچھی طرح وضو کرے، چہرہ قبلہ رخ کرلے اور صفوں میں ٹھہر کر سب کے ساتھ سجدہ اور رکوع کرے اور نماز کے بظاہر تمام ارکان ادا کرے؛ مگر دل اللہ کی طرف حاضر نہ ہو اور غائب دماغی سے نماز ادا کرے، تو یہ نماز کا باطن درست نہیں، اس سے نماز حقیقت میں نماز نہیں بنے گی۔

اسرائیلی روایات میں آیا ہے، موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک چرواہا اللہ سے دعا کررہا تھا اور بار بار اللہ کو پکار رہا تھا اور مدد مانگ رہا تھا، دو تین دن تک موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اسی طرح دعا کرتے دیکھا؛ مگر اس کی کوئی مدد ہوتی ہوئی نظر نہ آئی، اللہ تعالیٰ سے اس کا حال عرض کیا کہ: اے اللہ وہ آپ کو بار بار پکار رہا ہے؛ مگر آپ اس کی فریاد قبول نہیں فرمارہے ہیں، تو اللہ نے کہا: اے موسیٰ! بیشک وہ اپنے ہاتھ تو میری طرف اٹھائے ہوئے ہے اور زبان سے تو ظاہر میں وہ مجھے پکار رہا ہے؛ مگر دل اس کا بکریوں میں ہے ہماری طرف نہیں۔

اسی طرح اگر ایک انسان ظاہر میں زبان سے تو اللہ تعالیٰ کو ماننے اور اللہ پر ایمان کا دعویٰ کرے، کلمہ پڑھے اور بار بار پڑھے؛ مگر اس کے دل میں اللہ سے بڑھ کر مخلوق سے محبت ہو اور وہ اللہ سے بڑھ کر مخلوق سے محبت کرے اور مخلوق سے ڈرتا ہو اور اپنی حاجتوں اور ضرورتوں میں اللہ کے بجائے مخلوق کو پکارتا ہو، تو یہ ایمان حقیقت میں ایمان نہیں کہلاتا اور نہ اس کو ایمان کہیں گے۔

ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد اس کے ظاہر اور باطن پر اللہ تعالیٰ ہی کا غلبہ ہو، وہ اللہ کی محبت میں ہر کام کرنے والا بنے، اس کا دل اللہ کی محبت سے بھر جائے اور وہ اللہ کا عاشق بن جائے، جس طرح ایک انسان کسی کے عشق میں مبتلا ہو جائے تو وہ اسی کے خیالات میں جیتا ہے، اسی کے خوابوں میں رہتا ہے، اسی کی اداؤں کو اختیار کرتا ہے، اسی کی جیسی حرکتیں کرتا ہے، اسی کے ملنے جلنے کے انداز کو اختیار کرتا ہے، خواب بھی اسی کے دیکھتا ہے، باتیں بھی اسی کی کرتا ہے، بار بار اس کی تعریف اور بڑائی کرتا اور اس کو دیکھنے اور اس سے ملنے کے لیے بے قرار اور بے چین رہتا ہے، اب ذرا غور کیجیے! مخلوق سے محبت کا یہ حال ہے کہ وہ مخلوق کے عشق میں پاگل بن جاتا

ہے، تو کیا خدا کے ساتھ ایمان کا دعویٰ کرنے والے بندوں میں اس عشق و محبت سے بڑھ کر کیفیت نہ ہونی چاہیے؟ اگر ایک بندہ ظاہر میں اللہ کو اپنا مالک اور آقا مان رہا ہے تو اس کا عشق و محبت بندوں کی محبت پر غلبہ رکھنے والی ہو۔ وہ اپنے مالک سے تمام رشتوں سے زیادہ محبت کرنے والا بنے، اسی کی تعریف اور بڑائی کے گن گاتا رہے، بات بات پر اسی کی تعریف، حمد، بڑائی اور شکر کے الفاظ سے گفتگو کرتا رہے، اس کے ہر حکم پر سب سے پہلے دوڑے، اس سے ملاقات کے لیے یعنی نماز کے لیے بے چین رہے۔ اسی کی خاطر جینے اور مرنے والا بنے، اس کے مقابلے میں مخلوق کی بڑائی کو پسند نہ کرے اور اس کو ناراض کر کے مخلوق کو خوش نہ کرے، اس کے نام اور ذکر سے اس کو سکون ملے اور اس سے دعا کر کے اطمینان پائے۔

اگر انسان ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود مخلوقات کی بڑائی میں جیتا ہے، مخلوقات کی محبت کا غلبہ رکھتا ہے اور مخلوقات سے ڈرتا اور مخلوق کی بڑائی اور تعریف سے خوش ہوتا ہے اور مالک کو ناراض کر کے مخلوق کی اطاعت کرتا ہے اور اس میں اللہ کی محبت پر مخلوق کی محبت غالب ہے، تو پھر یہ ایمان حقیقی ایمان نہیں، اس ایمان کا جائزہ لینا ہوگا، یہ ایمان نہیں، ایمان کا دھوکا ہے۔ کلمہ پڑھنے اور اللہ سے اپنی محبت بڑھانے کے لیے اس کے احسانات، اس کے کمالات، اس کی خوبیوں اور اس کی مہربانیوں پر غور و فکر کرنا ہوگا، جب ہم اپنے مالک کے کاموں کو سمجھیں گے اور اس کے احسانات ہمارے دماغوں میں بیٹھیں گے، تو ہم اپنے مالک سے محبت پیدا کر سکیں گے اور اللہ کی محبت میں شدید ہو جائیں گے، ساری چیزوں سے زیادہ اللہ کی محبت ہمارے اندر آجائے گی، اس لیے اس محبت کو بڑھانے کے لیے اللہ تعالی کی ربوبیت کو خوب سے خوب سمجھنا ہوگا، اس سے اس کے احسانات و انعامات سمجھ میں آئیں گے اور سب سے زیادہ اسی کی محبت غالب آجائے گی۔ قرآن مجید نے سب سے پہلے اللہ تعالی کی ربوبیت ہی پر غور و فکر کرایا، حالانکہ ربوبیت سے پہلے تخلیق بھی تھی، اس کو نہیں سمجھایا؛ بلکہ بار بار ربوبیت ہی کو سمجھایا، جب کوئی انسان مرد اور عورت آپس میں نکاح کرتے ہیں تو پہلے ہی دن سے ایک دوسرے کے عاشق نہیں بن جاتے، جب وہ آہستہ آہستہ ایک

دوسرے کی قربانیوں، خدمتوں، وفاداریوں اور ایثار کو دیکھتے سمجھتے خاص طور پر عورت اپنے شوہر کی دیوانی بن جاتی اور اس سے طبعی انداز میں محبت کرنے لگتی ہے، وہ اپنے شوہر کی محبت میں بھوکی رہنے، پیاسی رہنے، تکلیف سہنے، اس کی غلاظت کے کپڑے دھونے کو تیار ہو جاتی، اس کی بیماری اور اس کی پریشانی میں خود بیمار اور پریشان ہو جاتی ہے۔ کیا بندہ خدا سے اس طرح کی محبت سے بڑھ کر محبت کرتا ہے؟ کیا وہ اس کی خاطر نماز کے لیے دکان اور نیند چھوڑتا ہے، اس کی خاطر حرام کاموں کو چھوڑتا ہے؟ اس کی خاطر اپنا نقصان برداشت کرتا ہے؟ یہ سب کیوں نہیں کرتا؟ اس لیے کہ اس کو اپنے مالک سے ویسی محبت نہیں جیسی مخلوق سے ہے، وہ خدا سے جو محبت کرتا ہے اس میں خدا کی محبت کو مخلوق کی محبت پر غلبہ نہیں، اس لیے کائنات میں غور و فکر کر کے اپنے مالک اور محسن کے احسانات کو جانیے اور اس سے اٹوٹ محبت کرنے والا بنیے، اس کے احسانات کو جاننے کے لیے اس کی ربوبیت کو خوب سمجھئے جتنا اس کی ربوبیت کو سمجھیں گے اتنی ہی اللہ سے محبت بڑھے گی، ایمان سے دوری کی وجہ سے غیر مسلم اللہ کی ربوبیت کو نہیں سمجھ سکتے؛ اس لیے وہ اللہ سے ویسی محبت نہیں کر سکتے جیسے کرنی چاہیے وہ مخلوق کی محبت کو اللہ کی محبت پر غلبہ دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی اکیلا کائنات کا ''رب'' ہے

❁ اللہ جل شانہ کائنات کے ذرے ذرے کی پرورش کرنے اور پالنے والا ہے، جو پرورش کرتا اور ضرورتوں کو پورا کرتا ہے، وہی ''رب'' کہلاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا کائنات کا رب نہیں اور نہ رب بن سکتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں لاکھوں مخلوقات پیدا کیے، ہر ستارہ اور سیارہ ایک مخلوق ہے، ہر مخلوق میں الگ الگ اقسام ہیں۔ مچھلیوں پر غور کیجئے! ہزاروں اقسام کی مچھلیاں ہیں، چڑیوں کے ہزاروں اقسام ہیں، غلہ و اناج کے پودوں کے کئی اقسام ہیں، پودوں اور جانوروں کا جسم کروڑہا خلیات سے بنتا ہے، ان کے الگ الگ اقسام ہیں، زمین مختلف قسم کی ہے، ہوائیں مختلف قسم کی ہیں، اس طرح اللہ تعالیٰ لاکھوں کروڑوں مخلوقات کی ہر لمحہ، ہر گھڑی ضرورت اکیلا

پوری فرماتا ہے، اس لئے وہی تمام مخلوقات کا ''رب'' ہے۔

❁ ہمارے ذہنوں میں یہ بات پیدا ہوسکتی ہے کہ ہم رات دن بہت ساری چیزوں کو ایک دوسرے کی ضروریات پوری کرتے ہوئے اور پالتے ہوئے دیکھتے ہیں، مثلا: جانور یا انسان کو اپنے بچوں کی رات دن پرورش کرتے ہوئے، دیکھ بھال کرتے ہوئے، نگرانی کرتے ہوئے اوران کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں، اسی طرح مختلف درخت اور پودے مخلوقات کی روزی اور دوسری ضروریات کا انتظام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ زمین؛ دن رات، غلہ، اناج اور ترکاریاں اگا کر مخلوقات کی ضرورتیں پوری کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ہوا، پانی، سورج اور چاند سب کے سب مخلوقات کی پرورش اور ضرورتوں کو پورا کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ کیا یہ سب ''رب'' نہیں کہلا سکتے ؟ کیا ان تمام چیزوں کو بھی رب نہیں کہا جاسکتا ؟

❁ یہ تمام چیزیں مخلوقات ہیں وہ خود پرورش کی محتاج اور مجبور ہیں، ان میں جو کچھ بھی کمال اور خوبی ہے اور صلاحتیں ہیں، وہ سب اللہ تعالی کی عطاو بخشش اور دین ہیں، بغیر اللہ تعالی کی مدد کے وہ کچھ بھی نہیں کرسکتے، اس لیے وہ رب نہیں کہلا سکتے۔ کائنات میں جو چیزیں بھی کسی کی پرورش اور تربیت ونگہداشت کر رہی ہیں، وہ اللہ تعالی کی پیدا کردہ چیزوں کو لے کر پرورش کرتی ہیں، اگر وہ چیزیں ان کو نہ ملیں تو وہ پرورش نہیں کرسکتیں۔

❁ مثلاً: جانداروں اور انسانوں کے ماں باپ اپنے بچوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں کی مدد سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں، دودھ، انڈے، پھل پھلاری گوشت، ترکاریاں، چاول، غلہ اور اناج یہ سب اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے، وہ ان چیزوں کو حاصل کرکے پرورش کرتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ آسمانوں سے پانی نہ برسائے، زمین سے غلہ، اناج، ترکاریاں اور میوے نہ اگائے یا سورج کی روشنی ختم کردے اور ہوا بند کردے تو وہ مجبور اور محتاج ہوجاتے ہیں۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن**

❁ جس طرح اللہ تعالیٰ سورج اور چاند سے روشنی، گرمی اور دن ورات کا نظام بنا کر مخلوقات کی پرورش کر رہا ہے، جس طرح ہوا کے ذریعہ سانس کا انتظام کیا اور پانی کے ذریعہ

پیاس بجھانے اور دوسری ضرورتوں کا انتظام کیا اور زمین کے ذریعہ زراعت کا انتظام کیا، غلوں اور اناجوں کے زریعہ بھوک مٹانے کا انتظام کیا، اسی طرح جانوروں اور انسانوں کے ماں باپ کے ذریعہ بہت سی ضرورتوں کا انتظام کیا، ماں باپ خود مجبور ومحتاج ہیں، بہت ساری باتوں میں وہ اپنے بچوں کی ضرورتیں پوری نہیں کرسکتے، اللہ تعالیٰ ان کو بے روزگار کردے یا کمائی میں استطاعت نہ دے، تو وہ مجبور ہوجاتے ہیں۔ بڑھاپے میں انسانوں کے ماں باپ خود اولاد کے سہارے اور مدد سے اپنی زندگی گزارتے ہیں، وہ خود مجبور ومحتاج ہوکر دوسروں کی کیا پرورش کرسکتے ہیں؟ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن**

❁ انسان جانوروں کے سامنے جودانے، گھاس، پتے، پانی اور پھل پھلاری کو ڈالتا ہے، وہ خود پیدا نہیں کرسکتا اور نہ ان کا خالق ومالک ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ یہ تمام چیزیں وہ درختوں سے توڑ کر یا بازار سے خرید کر لاتا اور ڈالتا ہے، اس لیے وہ کسی کی پرورش کیا کرسکتا ہے، اللہ اگر اسباب دیں تو وہ پرورش کا رول ادا کرسکتا ہے، اس لیے دنیا میں جو کوئی کسی کی پرورش میں حصہ لے رہا ہے، تو وہ ناقص ونامکمل پرورش ہے، اللہ تعالیٰ دنیا کی مخلوقات کی پرورش الگ الگ انداز سے کرتا ہے، مثلاً:

❁ انسانوں کے بچوں کی ماں باپ کے ذریعہ پرورش کرتا ہے۔

❁ بہت سے جانوروں میں نر اور مادہ مل کر پرورش کرتے ہیں۔

❁ بہت سے جانوروں میں پرورش صرف ماں سے کرواتا ہے، نر بچے کی پرورش میں ساتھ نہیں دیتا۔

❁ بہت سے جانوروں کی ماں اور باپ کے بغیر پرورش کرتا ہے۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور پرورش کے انتظامات ہیں۔

❁ اسی طرح سورج اکیلا بغیر بیج، بغیر ہوا، بغیر پانی کے کوئی پودا نہیں اگا سکتا۔ ہوا اکیلی بغیر بیج، بغیر پانی، بغیر زمین اور بغیر گرمی کے کوئی پودا نہیں اگا سکتی۔ زمین اکیلی بغیر بیج، بغیر ہوا اور بغیر پانی کے کچھ بھی نہیں اگا سکتی۔ یہ تمام چیزیں مل کر بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے

بغیر کوئی چیز نہیں اگا سکتیں، کئی اوقات میں ابر آتے، مگر اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہونے کی وجہ سے برسے بغیر چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ چاند اور سورج کو گہن لگا کر بے نور کر دیتا ہے، زمین کو گرما میں پانی سے محروم کر کے مردہ بنا دیتا ہے، بیج کو پانی سے سڑا کر اور کیڑوں کو کھلا کر ناکارہ بنا سکتا ہے، ہوا کو صرف کاربن ڈائی اکسائیڈ یا صرف آکسیجن بنا کر ناکارہ بنا سکتا ہے، اس لئے کسی بھی مخلوق میں رب بننے کی نہ صفت ہے اور نہ صلاحیت، کوئی بھی رب نہیں کہلا سکتی، نہ کسی ذرہ کی پرورش میں وہ شریک ہیں، ان سے جو بھی پرورش نظر آ رہی ہے، وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی پرورش ہے جو ان سے ظاہر ہو رہی ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن**

مخلوقات کی ضرورتیں کیا کیا ہیں؟

❁ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوقات کو پیدا فرمایا تو ان کے لئے ان کی زندگی کی تمام ضرورتیں شروع سے آخر تک پوری کرنا ہے؛ چنانچہ پیدائش اور موت بھی ضرورت ہے، غذائیں ضرورت ہیں، ہوا، پانی، روشنی، گرمی یہ سب ضرورتیں ہیں، سانس کا انتظام بھی ضرورت ہے، اولاد کا دینا بھی ضرورت ہے، بچپن، جوانی اور بڑھاپا بھی ضرورت ہے، تھکان کو دور کرنے کے لئے نیند بھی ضرورت ہے، لباس بھی ضرورت ہے، تجارت، نوکری اور ہنر بھی ضرورت ہے، شادی بیاہ بھی ضرورت ہے، رشتے ناتے بھی ضرورت ہیں، خاندان وقبیلہ بھی ضرورت ہیں، صحت وتندرستی ضروت ہیں، سواریاں ضرورت ہیں، دوائیں ضرورت ہیں، بھوک وپیاس ضرورت ہیں، دن ورات ضرورت ہیں، گرمی، سردی اور برسات ضرورت ہیں، جسم اور جسمانی تقاضے ضرورت ہیں، جسمانی اعضا ضرورت ہیں، عقل وفہم ضرورت ہے، حیوانات درخت، پودے، تمام نباتات اور جمادات ضرورت ہیں، اسی طرح زمین، دریا، ندی، سمندر، کنویں، پہاڑ، ستارے، سیارے وغیرہ سب مخلوقات کی ضرورتیں ہیں۔

انسان وجنات کے لئے دنیا امتحان وآزمائش کی جگہ ہے

❁ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو امتحان وآزمائش کی جگہ بنایا، اللہ خود نظر نہیں آتا، وہ دنیا کو دار الاسباب بنا کر مخلوقات کی بہت ساری ضرورتیں مختلف اسباب سے پوری کرتا ہے، وہ بذات

خود آ کر روشنی نہیں دیتا، وہ بذات خود آ کر پانی نہیں دیتا، وہ بذات خود آ کر غلہ واناج اور پھل پھلاری تقسیم نہیں کرتا، وہ بذات خود آ کر دودھ، انڈے اور گوشت تقسیم نہیں کرتا، مخلوقات کی بہت ساری ضرورتیں وہ مختلف اسباب سے دے کر خود چھپا رہتا ہے اور دیکھنا چاہتا ہے کہ انسان و جنات خدا کے نظر نہ آنے پر، اسباب سے اپنی ضرورتیں پوری ہوتا ہوا دیکھ کر، اپنے مالک حقیقی ہی کو ضرورتوں کا پورا کرنے والا مانتے ہیں یا اسباب کو اصل سمجھتے ہیں، ایسی صورت میں جو انسان پیغمبر کی تعلیمات سے دور ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اسباب سے بننے بگڑنے اور نفع ونقصان کا عقیدہ قائم کر کے دھوکہ کھاتا اور مخلوقات کو خدا کی جگہ بیٹھا دیتا ہے۔

’’رب‘‘ کسے کہتے ہیں؟

❁ ’’رب‘‘ کے مفہوم کو صرف پرورش کے معنی میں لینا محدود ہو جاتا ہے، مالک اور آقا کو بھی رب کہتے ہیں، کفیل، خبر گیری، دیکھ بھال، ہدایت ورہنمائی کا منبع، اصلاح کا ذمہ دار اور تربیت ونشو ونما دینے والا یہ سب رب کے معنی میں آتے ہیں۔

رب کی آسان تعریف یہ ہے، اس کو اچھی طرح ذہن نشین کیجئے کہ رب اس کو کہتے ہیں: ’’جو ہر مخلوق کی ہر عمر میں ہر ضرورت کو محبت کے ساتھ پوری کرے، اس کو اپنی مخلوقات کی پرورش، نگہداشت، تربیت، نشو ونما میں کوئی مجبوری اور محتاجی نہ ہو‘‘۔ جو چند ضرورتیں یا مختصر مدت تک ضرورتیں پوری کرنے والا ہو، وہ نہ ربوبیت ہے اور نہ وہ رب کہلا سکتا ہے، رب حقیقت میں وہ ہوگا جو ابتداء سے انتہاء تک نشو ونما، پرورش اور دیکھ بھال کرے اور حدِ کمال تک پہنچائے، کسی بھی چیز کو درجہ بہ درجہ ترقی دے کر پایۂ تکمیل کو پہونچائے، اس لحاظ سے رب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہوگا، اس لئے کہ وہ ہر مخلوق کی ابتداء سے انتہاء تک تربیت کرتا ہے۔ انسانوں اور جنوں کے پیدا ہونے سے پہلے سے لیکر مرنے تک اور مرنے کے بعد آخرت تک نشو ونما اور پرورش کرے گا۔

❁ دنیا کی اس زندگی میں کائنات کے ذرے ذرے کی ہر ضرورت کو ہر عمر، ہر گھڑی، ہر حال میں محبت کے ساتھ اس کی اپنی اپنی جگہ پر ضرورت پوری کرنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے

کوئی دوسرا نہیں، اس لئے وہی پوری مخلوقات کا اکیلا رب ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا اس کے ساتھ شریک نہیں؛ چونکہ اللہ تعالیٰ ہی ساری مخلوقات کا خالق اور مالک ہے، اس لئے اسی کے ذمہ تمام مخلوقات کی ضرورتوں اور نشو ونما کو پورا کرنا ہے، اگر خدا پرورش ونگہداشت نہ کرے اور دوسرا پرورش ونگہداشت کرے تو اس کی خدائی میں نقص ہوجاتا، وہ مجبور ہوجاتا اور کائنات کی بقاء وسلامتی خطرے میں پڑ جاتی۔

❁ ظاہر بات ہے کہ جو ذات رب کائنات ہوگی، اسی کو مخلوقات کی حفاظت، خبر گیری پرورش، رحم کرنے والی، ہدایت دینے والی اور ہر قسم کی قدرت رکھنے والی بھی ہونا ضروری ہے، اس لئے وہ رب رحمٰن ورحیم بھی ہوگا، وہ سمیع، بصیر، کریم، غفور وغفار، رزاق، ہادی ومعلم، عزیز وحکیم وغیرہ وغیرہ بھی ہوگا۔ یعنی رب ہونے کے ناتے بہت سارے صفات حسنہ والا بھی ہوگا، تب ہی وہ اپنی مخلوقات کی ہر عمر، ہر گھڑی، ہر جگہ ربوبیت کر سکے گا؛ اگر چہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفتیں اپنی اپنی جگہ مستقل صفتیں ہیں، جو ہر مخلوق میں الگ الگ انداز سے کام کرتیں ہیں اور یہ سب اہم ہیں، مگر پھر بھی ہم بعض صفات کو بعض صفات کے تحت کام کرتے ہوئے محسوس کرتے ہیں جیسے: صفت رزاق، یا صفت علیم، یا صفت ہادی، یا صفت رحمٰن، ربوبیت کے تحت کام کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ یہ صرف ہمارا خیال ہے اس لئے کہ وہ رب ہونے کے ناتے ایمان والے اور غیر ایمان والے کو دنیا کی زندگی کے لئے جسمانی اعضا، دنیوی نعمتیں، دنیوی علم، عقل وفہم، ضمیر، اولاد، دولت، حکومت، اقتدار، دنیوی ترقیاں، دنیوی عیش وآرام، سب کچھ دیتا ہے، جب ہم کائنات کی چیزوں پر نظر ڈالتے تو جو چیز سب سے زیادہ نمایاں نظر آتی ہے وہ ربوبیت الٰہی ہے؛ اس لئے ایسا لگتا ہے کہ رحمت بھی ربوبیت ہی کا فیضان ہے، اس لئے کہ پرورش میں حسن، خوبی، محبت، رنگ، بو، مزہ ہے اور سب کا تعلق رحمت ہی سے ہے، پھر یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ جو ذات ربوبیت کرنے والی ہو اسے سمیع وبصیر، علیم وخبیر اور ہادی ومعلم ہونا بھی ضروری ہے، اس لئے کہ ہر مخلوق کو ہدایت ورہنمائی دینا بھی ضروری ہے، قرآن مجید کی ابتداء میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن کہہ کر اسی صفت رب کو سمجھایا گیا اور قرآن مجید

کی آخری سورۃ ناس میں قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ کہہ کر صفت ربوبیت ہی کو سمجھایا گیا۔ بہت ساری دعاؤں میں ربنا کے الفاظ سے دعائیں کرنے کی تعلیم دی گئی، اسی طرح ''عَالَمِ اَلَسْت'' میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُم کا سوال کیا گیا۔ گویا قرآن مجید نے یہ تعلیم دی کہ اقتدارِ اعلیٰ جس ذات کے قبضے میں ہے، اس کے علاوہ اس کائنات کی ربوبیت کوئی دوسرا نہیں کرسکتا، جو لوگ پرورش کے کسی بھی کام کو مخلوقات میں تصور کرتے ہیں اور مخلوقات سے رجوع ہوکر اپنی ضرورتیں مانگتے ہیں، دراصل انہوں نے حقیقت میں اللہ کو نہ رب مانا اور نہ اس کی ربوبیت کو سمجھا۔ وہ کائنات بنا کر کہیں سو نہیں گیا؛ بلکہ رات دن اپنی مخلوقات کی تربیت، پرورش اور ضرورتیں پوری فرمارہا ہے۔

❁ اس کی ربوبیت کا یہ عالم ہے کہ پانی میں رہنے والوں کی ضرورتیں پانی ہی میں پوری کرتا ہے، اگر وہ زمین پر آکر اپنی ضرورتیں تلاش کریں گے تو مرجائیں گے، زمین کے اندر رہنے والوں کی ضرورتیں زمین کے اندر پوری کرتا ہے، ریگستانوں میں رہنے والوں کی ضرورتوں کو ریگستانوں میں پوری کرتا ہے، جنگلوں میں رہنے والوں کی ضرورتوں کو جنگلوں میں پوری کرتا ہے، پہاڑوں میں، ہواؤں میں، خلاؤں میں، ستاروں، سیاروں اور آسمانوں میں رہنے والوں کی ضرورتوں کو ان کے اپنے اپنے مقامات پر پوری کرتا ہے، بے شک اس جیسا رب کوئی دوسرا نہیں اور نہ کوئی دوسرا ایسی ربوبیت کرسکتا ہے۔

❁ انڈوں میں پلنے والے چوزوں کی ضرورتوں کو انڈوں سے نکلنے تک وہی پوری کرتا ہے، ماں کے پیٹ میں پلنے والے بچوں کی ضرورتوں کو ماں کے پیٹ ہی میں پوری کرتا ہے، بیج میں پلنے والے پودے کی ضرورتوں کو بیج ہی میں پوری کرتا ہے، بغیر ماں باپ کے گندگی، پھلوں اور ترکاریوں میں پیدا ہونے والوں کی ضرورتوں کو بغیر ماں باپ کے پوری کرتا ہے، پھر جاندار اور انسان دنیا میں آنے کے بعد ان کے پورے جسم اور جسمانی نظام اور اعضا کی ضرورتوں کو ہر گھڑی اور ہر لمحہ پوری کرتا ہے، پھر جاندار اور بے جان تمام مخلوقات کو ہدایت ورہنمائی ان کے اپنے اپنے جسم کے لحاظ سے دیتا رہتا ہے، تب ہی وہ اپنی ذمہ داریاں پوری ادا

کررہے ہیں۔ کائنات کی ہر چیز اس بات کی اپنی اپنی زبان میں گواہی دے رہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی وجہ سے اپنے اندر خوبیاں اور کمالات رکھتے ہیں اور اللہ ہی کی ربوبیت کے ہر لمحہ محتاج ہیں، صفت ربوبیت ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو الگ الگ ذمہ داریاں دی ہیں؛ چنانچہ اسی صفت ربوبیت ہی کی وجہ سے تمام درختوں، پودوں اور تمام جانوروں کے الگ الگ کام ہیں، اسی ربوبیت الٰہی کی وجہ سے جانداروں کے جسمانی اعضا الگ الگ کام کررہے ہیں، یہ صرف اور صرف اللہ کی ربوبیت کا کمال ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن**

❁ اگر ربوبیت الٰہی نہ ہوتی تو نہ دن رات نکلتے، نہ موسم بنتے، نہ بارش ہوتی، نہ زراعت ہوتی، نہ دودھ، انڈے، گوشت، گھاس، دانے، غذائیں، اناج، میوے اور ترکاریاں ملتیں اور نہ دل، دماغ، آنکھیں، کان، زبان اور دانت وغیرہ ہوتے، نہ ہی تجارت ہوتی، نہ ہنر ہوتا، نہ دوائیں ہوتیں، نہ چاند ہوتا، نہ سورج ہوتا، نہ پانی ہوتا، نہ ہوا ہوتی، نہ ماں باپ ہوتے، نہ اولاد ہوتی، نہ درخت اور پودے ہوتے اور نہ ہی علم وہدایت ملتی۔

❁ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ہی کی وجہ سے فرشتوں کو کائنات میں مختلف کاموں کی ذمہ داریاں دی گئی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کائنات کے بہت سارے کام فوراً انجام دیتے ہیں، ان کو ان کی ذمہ داریوں کی ہدایت ورہنمائی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔ اس نے ہر مخلوق کو ان کی اپنی اپنی ذمہ داریوں کی ہدایت صفت ربوبیت ہی کی وجہ سے دے رکھی ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن**

❁ مثلاً: ہواؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ربوبیت کا زبردست انتظام کیا ہے، ہواؤں کی ایک ضرورت یہ ہے کہ مخلوقات اس کو استعمال کر کے خراب کردیتے ہیں، یا تو کاربن ڈائی آکسائیڈ بنادیتے ہیں یا آکسیجن بنادیتے ہیں، ہوا کو سانس لینے کے قابل بنانے کے لئے نباتات، حیوانات اور انسانوں کے لئے صاف کرنا یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ہی کا کمال ہے، ورنہ دنیا کی کوئی حکومت ہوا کو صاف نہیں کرسکتی تھی اور جب انسان ہوا کو استعمال کر کے کاربن ڈائی آکسائیڈ نہ چھوڑتا تو نباتات زندہ نہیں رہ سکتے تھے، اور اگر نباتات ہوا کو

لے کر آکسیجن نہ چھوڑتے تو جاندار موت کے گھاٹ اتر جاتے، یہ تو اللہ تعالیٰ کا کمال ہے کہ انسانوں سے خارج ہونے والی گندی ہوا نباتات لے کر صاف کرتے اور نباتات سے نکلنے والی آکسیجن انسان اور دوسرے جاندار لیتے ہیں، تمام جانداروں اور انسانوں پر ہوا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور رحمت ہے، اللہ تعالیٰ اسے کبھی خوشگوار اور ٹھنڈی بنا کر چلاتا ہے، کبھی ایک دم ٹھنڈی اور سرد بنا کر چلاتا ہے، کبھی گرم لودار بنا کر چلاتا ہے اور کبھی طوفانی بنا کر چلاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہوا پانی کو اڑا کر بادلوں کی شکل میں لئے پھرتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے بادلوں کو پھاڑ کر علٰحدہ علٰحدہ کردیتی ہے اور اللہ کے حکم سے جمع کردیتی ہے اور یہ ہوا کبھی صبح کی نسیم ہوا بن کر چلتی ہے اور کبھی بالکل بند ہوجاتی ہے۔ انسان نہ اپنے اوپر مفید ہوا چلاسکتا ہے اور نہ اپنے اوپر چلنے والی طوفانی ہلاکت خیز ہوا کو روک سکتا ہے، اگر انسان عقل سے کام لے تو اسے سمجھ میں آئے گا کہ سزا دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کو کوئی الگ سے انسانوں کی طرح فوج، ہتھیار اور طیارے لانے کی ضرورت نہیں، وہ جب چاہے اور جیسے چاہے ہوا کو چلا سکتا ہے اور اللہ کی ربوبیت کا کمال دیکھئے کہ بغیر مشین بغیر پنکھے کے ہوا کو تیز اور آہستہ چلاتا ہے، یہی ہوا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ریت کے بڑے بڑے ٹیلوں کو ایک مقام سے دوسرے مقام منتقل کردیتی ہے، یہی ہوا کبھی گرد وغبار اڑاتی اور اپنے سے وزنی چیز پرندوں اور برف کو سنبھالے رکھتی ہے، جو بارش میں اولوں کی شکل میں گرتی ہے، انسانوں کے ہزاروں ٹن وزنی جہاز بھی اللہ کے حکم سے ہوا میں اڑتے رہتے ہیں۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن**

❁ اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت پر غور کیجئے کہ اللہ نے سورج کی شعاعوں کو جانداروں کی زندگی کی بہت لازمی ضرورت بنائی ہے، اور زمین کو بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنے کے لیے ہوا کا کرہ بنایا، یہ ہوائی کرہ کئی تباہ کن اور نقصان دینے والی شعاعیں جو سورج، ستاروں اور سیاروں سے نکلتی ہیں زمین پر پہنچنے نہیں دیتا، ورنہ جانداروں اور نباتات اور دوسری چیزوں کے لئے خطرناک ہوجاتا، خاص طور پر سورج سے نکلنے والی خطرناک شعاعوں کو جو زمین پر خطرناک اثرات پیدا کرسکتی تھی روکتا ہے، زمین کے اطراف کا یہ فضائی کرہ تمام شہاب ثاقب

کو زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی تباہ کردیتا ہے، اس طرح اللہ نے اپنی صفت ربوبیت کے تحت ہوائی کرہ رکھ کر جانداروں کے لئے زمین پر زندگی آسان اور آرام دہ بنادی، ورنہ ہر روز انسانوں کے آتے جاتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے اور شادی بیاہ کی تقاریب میں بڑا چھوٹا، شہاب ثاقب گرتا رہتا اور تباہی مچ جاتی، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا کمال ہے کہ وہ لہریں اور شعاعیں جو انسانوں اور دوسری مخلوقات کے لئے فائدہ مند ہیں۔ ہوا ان کو ہی اپنے میں سے گزرنے دیتی ہے، ریڈیو، ٹی وی، ٹیلی فون کی لہروں اور انسانوں کی گفتگوں کی لہروں کے گزرنے کا سارا انتظام اسی ہوائی کرہ میں اللہ نے رکھا ہے، جس سے انسانوں کی بے انتہا ضرورتیں پوری ہورہی ہیں، اگر یہ ہوا نہ ہوتی تو انسان ایک ہزار مائک لگا کر بھی آمنے سامنے بات نہیں کرسکتا تھا۔ گویا جانداروں کے کانوں کا کرنٹ اللہ نے ہوا کو بنایا ہے، ہوا میں سے الٹراوائلٹ شعاعیں جو سورج سے زمین کی طرف آتی ہیں اور جو پودوں اور جانوروں کے زندہ رہنے کے لئے ضروری ہیں، ہوائی کرہ کے (O) زون پر سے صاف ہوکر زمین پر آتی ہیں، ذرا غور کیجئے کے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے کیسے انتظامات ہیں اور وہ ہوا کے ذریعہ مخلوقات کی ضرورتوں کو کیسے پوری کررہا ہے، موجودہ زمانے میں انسان اپنی سائنسی ترقیوں سے ہوا میں بہت پولیوشن پیدا کررہا ہے، جس کی وجہ سے زہریلی لہریں بہت پیدا ہوگئی ہیں جو کینسر اور دوسرے مرض پیدا کررہی ہیں اور پرندوں کا جینا مشکل کررہی ہیں۔

❁ اسی طرح مخلوقات کے لئے پانی ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ پانی کے ذریعہ مخلوقات کی ہزاروں ضرورتیں پوری فرمارہا ہے، مخلوقات پانی استعمال کرکے خراب کردیتی ہے، اس کو گندگی سے پاک کرنا اور استعمال کے قابل بنانا، پانی کی سب سے بڑی اور اہم ضرورت ہے، اسی طرح اسے سڑنے سے محفوظ رکھنا بھی ایک اہم ضرورت ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کو رب ہونے کے ناتے اس کو سڑنے سے بچانا اور محفوظ رکھنا اور میٹھا بنانا ایک ضرورت تھی۔ یہ کام سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں کرسکتا، دنیا کی بڑی سے بڑی حکومت چاہے کتنے ہی روپئے خرچ کرے یہ کام نہیں کرسکتی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کا زبردست انتظام کیا ہے، پھر پانی کو ابر بنا کر

زمین کی زندگی کا سامان اور آسمان سے رزق کے اترنے کا سامان کیا ہے۔

❁ زمین کی ضرورت یہ ہے کے اسے بار بار زراعت کے قابل بنایا جائے، ورنہ مخلوقات کی زندگیوں کو خطرہ ہوجاتا، زمین کو زندگی ملنے اور زراعت کے قابل بننے کے لئے میگینشم، پوٹاشیم، بعض وزنی دھاتیں جیسے تانبا، زنک، سیسہ (Lead) جیسی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، یہ تمام چیزیں کھاد کی شکل میں بارش کے قطروں کے ساتھ زمین پر برستیں اور پوری زمین کو زرخیز بناتی ہیں، ہر سال لاکھوں ٹن کھاد اللہ تعالیٰ بارش کے ذریعہ زمین پر برساتا ہے، اگر اس طرح کا کوئی انتظام نہ ہوتو زمین زراعت کے قابل نہ رہتی، اسی طرح پہاڑوں پر برف محفوظ کرکے پتھروں کے درمیان سے یہ تمام کھاد زمین کی وادیوں میں پھیلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو زمین پر پھیلا رکھا ہے تاکہ زمین جھولنے نہ پائے، وہ زمین کو بیالنس کئے ہوئے ہیں، پہاڑوں کے ذریعہ موسموں کا تغیر اور بارش کے برسنے کا انتظام کیا اور بڑے بڑے دریاؤں کو نکال کر لاکھوں ایکڑ زمین کے سیراب ہونے کا انتظام کیا، اس کی وادیوں میں تالاب بنائے گئے، اس کے اطراف زرخیز وادیاں بنائیں اور قسم قسم کے معدنیات پہاڑوں کے پیٹوں میں رکھا۔ اسی پر برف جما کر میٹھے پانی کا انتظام کیا، زمین کو سپاٹ ہونے سے بھی بچایا۔ پہاڑوں کی وجہ سے زمینی لاوا کنٹرول میں رہتا ہے، پہاڑ پگھلے ہوئے معدوں کو زمین کے اوپر آنے سے روکتے ہیں اور زلزلوں سے حفاظت ہوتی ہے، یہ فلک بوس پہاڑ اللہ نے زمین کے تمام حصوں پر پھیلا رکھے ہیں، زمین پر جانداروں کی بقا و سلامتی صرف اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہے، صرف پلک جھپکنے میں ایک زلزلہ آجائے تو سب کے سب زمین میں دب جائیں، پہاڑوں کو دیکھ کر انسان خود کو کمزور اور لاچار محسوس کرتا ہے اور اس کو دیکھنے سے اللہ کی عظمت وجلال کا تصور پیدا ہوتا ہے، جب پہاڑوں کی بلندیوں پر چلا جاتا ہے تو خدا کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے، وہ زمین کے شور وغل سے دور ہوکر خدا سے خوب لو لگاتا ہے اس لئے حضور ﷺ نبوت سے پہلے اپنے اکثر اوقات آبادی سے دور پہاڑ پر گذارتے تھے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے زمین پر دن اور رات بنائے۔ دن اور رات بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں

ہیں، اگر صرف دن ہی دن ہوتا تو یہ بھی بہت مشکل ہوتا اور رات ہی رات ہوتی تو یہ بھی بہت تکلیف دہ ہوجاتی۔ اللہ نے پرورش کا اتنا بہترین انتظام کیا ہے کہ دن میں جاندار اپنا رزق تلاش کرتے ہیں اور رات کو نیند کے ذریعہ تھکان دور کر کے تازہ دم ہوجاتے ہیں۔ دن و رات کا نظام ایک خاص حکمت کے تحت بنایا، بے مقصد، عیاشی کرنے اور مزہ لینے کے لئے نہیں بنایا۔

❁ اللہ تعالیٰ نے زمین کو بے انتہا وسیع وعریض بنایا۔ سائنس کی موجودہ تحقیق یہ ہے کہ ستارے اور سیارے زمین سے دور ہوتے جارہے ہیں، وہ نہ صرف دور ہورہے ہیں؛ بلکہ ایک دوسرے سے بھی دور ہوتے جارہے ہیں، اس سے سائنس دانوں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ جب فاصلے بڑھ رہے ہیں تو اس کے معنیٰ ہیں کائنات پھیل رہی ہے اور دن بہ دن بڑھ رہی ہے۔

❁ زمین کے زیادہ تر حصے پر ۱۲ گھنٹوں کا دن اور ۱۲ گھنٹوں کی رات رکھی، بعض حصوں میں لمبے لمبے دن اور رات رکھے، مثلاً بعض حصوں میں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات۔ جن علاقوں میں دن اور رات لمبے لمبے ہیں وہاں جانداروں کی آبادی زیادہ نہیں ہوتی، وہ علاقے زیادہ آباد نہیں ہیں اور جن علاقوں میں دن رات چوبیس گھنٹوں میں بدلتے ہیں، وہاں جانداروں کی آبادی خوب ہوتی ہے، زمین کے وہ علاقے خوب آباد ہوتے ہیں، دن اور رات کے چوبیس گھنٹوں میں تبدیل ہونے سے اللہ تعالیٰ کی حکمت ہی حکمت نظر آتی ہے کہ وہ کیسے زمین کو جانداروں کی آبادی کے قابل بنایا۔ اگر وہ ساری زمین کو چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات رکھ دیتا تو تمام جاندار اور پودے اس زمین پر مشکلات کے ساتھ زندگی گزارتے، ان کی زندگیاں مشکل ہوجاتیں، پھر لمبے لمبے دن اور رات ہونے سے زمین پر پیداوار کی بھی بہت مشکل ہوجاتی۔ وہ اپنی ربوبیت سے ہر کام حکمت کے تحت کرتا ہے، وہ بڑا حکیم و دانا ہے، اگر دنیا میں دن ہی دن لمبا ہوتا یا رات ہی رات زیادہ ہوتی تو تمام مخلوقات میں انسانوں ہی کو زیادہ تکالیف اور مشکلات ہوتی، رات کی تاریکی کو دور کرنے کے لئے بجلی کی بہت ضرورت پڑتی، دن کی طرح روشنی لانے کے لئے انسانوں کی ساری کمائی بھی کافی نہیں ہوتی اور نہ وہ نیند لے سکتے تھے اور نہ تھکان دور کرسکتے تھے۔ الْحَمْدُ للّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

❁ نیند بھی جانداروں کے لئے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی ایک بہت بڑی نعمت اور رحمت ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں نیند کو خاص حکمتوں کے ساتھ پیدا کیا، مگر انسان نیند کو ٹالنے، پڑھنے لکھنے، کمانے اور وقت گزاری میں یا بے کار وقت گزارتا اور گناہوں کے کام کر کے نیند سے دور رہتا ہے اور صبح دیر تک سوتا پڑا رہتا ہے؛ چونکہ نیند جانداروں کے بس میں نہیں ہوتی، بہرحال انسان کو پکڑ کر سونے پر مجبور کردیتی ہے، چاہے انسان نیند لینا بھی نہ چاہے، تو وہ چند گھنٹوں کے بعد جانداروں پر طاری ہوجاتی اور ان کو نیند کے آغوش میں لے لیتی ہے، اس لئے نیند کو چھوٹی موت قرار دیا گیا، ورنہ انسان کے بس میں اگر نیند ہوتی تو یہ مسلسل جاگ کر اپنی صحت بھی خراب کرلیتا، نیند گویا موت کی چھوٹی بہن ہے، اگر نیند سے بیدار نہ ہو تو موت بھی واقع ہوتی ہے، بعض لوگ نیند میں جا کر پھر واپس نہیں آتے، اللہ تعالیٰ ان کو زندگی میں واپس نہیں کرتے، ضرورت پوری ہوجانے کے بعد تمام جاندار خود بخود بیدار ہوجاتے ہیں، انسانوں میں نیند غریب، امیر، بچے، جوان، بوڑھے، عورت اور مرد سب ہی کو آ کر تازگی عطا فرماتی ہے، عمر رسیدہ لوگوں میں نیند کم ہوجاتی ہے، چھوٹے بچوں کو اللہ تعالیٰ خوب نیند دیتا ہے۔ ان میں اللہ نے بڑوں سے زیادہ نیند کی ضرورت رکھی، اس لئے وہ خوب سوتے ہیں، انسان دنیا کے کام دھندوں میں مبتلا رہ کر نیند نہیں لیتا، مگر اللہ تعالیٰ اپنی صفت ربوبیت کے تحت اس پر نیند مسلط کر کے اس کو آرام لینے کے قابل بناتا ہے اور تر و تازہ کردیتا ہے، نیند کی وجہ سے انسان اپنے سارے غم و پریشانیاں آہستہ آہستہ بھولتا ہے ورنہ وہ غم و پریشانیوں کو نہیں بھول سکتا تھا اور دن بھر غم و افسوس میں رہتا، اللہ تعالیٰ نے اپنی شان ربوبیت سے دنیا کا نظام کچھ اس طرح بنایا کہ جاندار نیند کی نعمت شور وغل، پکار اور روشنی میں حاصل نہیں کرسکتے؛ چنانچہ اللہ نے اپنے نظام ربوبیت سے دن پر رات کی ایک چادر بچھادی اور یہ چادر یک دم نہیں، آہستہ آہستہ دنیا کے آدھے حصے کو اپنی سیاہی میں لے لیتی ہے، اگر شور وغل ہوتا رہے اور چاروں طرف روشنی اور اجالا پھیلا ہوا رہے تو انسان یا دوسرے جاندار نیند حاصل نہیں کرسکتے اور رات کی سیاہی میں وہ جیسے نیند کے ذریعہ سکون حاصل کرسکتے ہیں وہ سکون دن میں نصیب نہیں ہوتا، اس لئے اللہ تعالیٰ

اپنی صفت ربوبیت سے نیند لینے اور آرام لینے کے لئے نیند کا ماحول پیدا کرتا ہے، جس کی وجہ سے انسانوں کے چاروں طرف پرندے، چوپائے اور درندے سب خاموش ہوجاتے ہیں، رات کو نکلنے والے جانور بھی پکارا نہیں کرتے، جیسے جیسے سورج بے نور ہوتا چلا جاتا ہے، انسانوں کی فیکٹریاں، موٹریں، مشینیں سب کا شور و پکار ختم ہونا شروع ہوجاتا ہے، انسان ہی نہیں تمام جاندار نیند کی آغوش میں سکون حاصل کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نظام ربوبیت کے تحت تمام جاندار مغرب سے ہی اپنی قیام گاہ لوٹتے اور آرام کرتے اور صبح سویرے جلد ہی جاگ جاتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ انسانوں سے زیادہ صحت مند رہتے ہیں، انسان اللہ کے بنائے ہوئے نظام کے خلاف کافی دیر رات تک جاگتا اور صبح دیر تک سوتا ہے، اس لئے صحت مندی سے دور رہ کر بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی یہ فطرت بنائی کہ وہ سونے سے پہلے گھر کی روشنی کو بند کر دیتا اور معمولی zero بتی کا بلب جلا کر ٹھنڈی پر سکون روشنی میں سوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی دنیا کی بھرپور اور تیز روشنی کو ختم کر کے دنیا کے zero بتی کے بلب چاند کو روشن کر کے دنیا کے تمام جانداروں کو اپنی اپنی محنتیں بند کر دینے اور آرام لینے کا الارم دیتا اور پر سکون خاموش ٹھنڈا ماحول پیدا فرما دیتا ہے، انسان پر مصیبت اور غم کے مختلف حالات آتے ہیں، اگر نیند نہ ملے تو اس کو سکون نہیں ملتا، (Bp بی پی بڑھتا) دورانِ خون پر اثر پڑتا ہے، انسان سکون کا اتنا ہی محتاج ہے جتنا غذاؤں کا۔ اسی نیند کی وجہ سے غم اور مصیبتوں کو بھولنے کی صلاحیت آتی ہے اور وہ پھر تر و تازہ ہوجاتا ہے۔ اگر انسان مسلسل جاگتا رہے تو وہ زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکتا، نیند کی وجہ سے روح کو بھی سکون ملتا ہے، نیند کو اللہ نے جانداروں کے بدن اور اعصاب کو سکون دینے کا ذریعہ بنایا۔ جس کی وجہ سے وہ تر و تازہ ہوجاتے ہیں، دن بھر میں محنت کی وجہ سے جو قوت خرچ ہوتی ہے نیند اسے واپس کرتی ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے نیند جانداروں کے وجود میں ودیعت کر دی ہے، اسی طرح دن اور رات دنیا میں زمین پر ودیعت کر دیے گئے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن**

❁ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تمام چیزوں کو اپنی حکمت کے تحت جوڑا جوڑا بنایا، جس

کی وجہ ربوبیت کا نظام ہر چیز میں پھیلا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے سورج بنایا اور اس کے ساتھ چاند بنایا، دونوں کو ایک دوسرے کی ضد بنایا، ایک اجالا دیتا ہے، دن نکلتا ہے اور دوسرا اجالا نہیں نکالتا، رات لاتا ہے، ایک گرمی پھیلاتا ہے دوسرا ٹھنڈک، پھر دونوں کے اثرات الگ الگ رکھے۔ اسی طرح اللہ نے آسمان بنایا اور زمین بنائی، دونوں کے نتائج اور اثرات الگ الگ رکھے۔ اسی طرح نر بنایا اور مادہ بنایا اور ان دونوں کے نتائج اور اثرات اور کام الگ الگ رکھے۔ مرد بنایا اور عورت بنایا اور دونوں کے کام الگ الگ رکھے اور دونوں سے انسانوں کی زندگی کی نشو و نما کرتے ہوئے نظام ربوبیت کو جاری رکھا۔ اللہ نے نیکی اور بدی دونوں کو الگ الگ بنایا اور دونوں کے اثرات الگ الگ رکھے، جس طرح نر اور مادہ دونوں کے اثرات الگ الگ رکھے، اسی طرح نیکی اور بدی کو ایک جیسا نہیں رکھا۔ اللہ نے دنیا کے ساتھ آخرت کو اس کا جوڑا بنایا اور دونوں کے اثرات الگ الگ رکھے، دنیا کو نیکی و بدی کرنے کی جگہ بنائی اور آخرت کو نیکی و بدی کے اثرات ظاہر ہونے کی جگہ بنائی، اللہ نے جو چیزیں حرام کی ہیں اور جو حلال کی ہیں اور جو چیزیں ناپاک بتلائی اور جو پاک بتلائی ہیں، وہ سب اپنا اثر الگ الگ رکھتی ہیں، اس نے رب ہونے کے ناتے انسانوں کی بہتری کے لئے حرام وحلال ٹھہرا دیا ہے، یہ کائنات اور کائنات کا نظام انسانی حکومتوں کی طرح اندھی نگری چوپٹ راج نہیں، یہاں کا نظام پورا کا پورا حکمت اور دانائی پر مبنی ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن**

❁ اللہ تعالیٰ اپنی شان ربوبیت کے تحت انسانوں کو ظلم و فساد سے بچانے کے لئے زمین کے مختلف حصوں کا انتظام مختلف انسانوں سے بدلتا رہتا ہے، اس ضرورت کو مختلف علاقوں میں انسانی حکومتوں کو تبدیل کر کے انسانوں کی حفاظت فرماتا ہے۔

❁ رب ہونے کے ناتے وہ سورج اور چاند کی تربیت کرتا ہے کہ وہ کس موسم میں تیز روشنی اور گرمی دیں اور کس موسم میں ٹھنڈی روشنی دیں یا پورا پورا ظاہر ہوں۔

❁ اسی طرح رب ہونے کے ناتے جانداروں کو وہ تمام اعضا عطا فرمائے، جن کی ان کو زندگی گزارنے میں محتاجی تھی، پھر وہ ان اعضا کو باقاعدہ اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی

ہدایت دیتا رہتا ہے۔ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

❁ وہ رب ہونے کے ناتے صرف دنیا کی زندگی کی حد تک ہی انسانوں کی ضرورتوں کو پورا نہیں کرتا؛ بلکہ مرنے کے بعد قیامت قائم ہونے تک عالمِ برزخ اور قبر میں پھر اس کے بعد میدان حشر، پل صراط اور جنت و جہنم میں بھی ان کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے۔ نیک کو نیکی کا بدلہ دینا اور برے کو برائی کا بدلہ دینا بھی اس کی ربوبیت ہے، اس لئے کہ وہ دنیا کو کھیتی بونے کی جگہ اور آخرت کو کھیتی کاٹنے کی جگہ بنایا، جو جیسا بوئے گا ویسا ہی پھل کھائے گا اس لئے کہ وہ رب ہونے کے ناتے مَالِکِ یَومِ الدِّیْن بھی ہے، اگر وہ انصاف نہ کرے، جزا اور سزا نہ دے، تو اس کی ربوبیت ادھوری اور ناقص ہو جائے گی۔

وہ رب ہونے کے ناتے سمیع و بصیر بھی ہے

❁ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسانوں کو بھی پیدا کیا، جانوروں کو بھی پیدا کیا، جنات کو بھی پیدا کیا، پودوں اور درختوں کو بھی پیدا کیا، زمین و آسمان، ہوا، پانی، حشرات الارض اور فرشتوں کو بھی پیدا کیا، ہر مخلوق، ہر آن، ہر گھڑی اپنے اپنے کاموں میں لگی ہوئی ہے اور اسے اپنی ہر ضرورت پر پکارتی اور اس سے مدد مانگتی، اسی سے ہدایت و توفیق اور رہنمائی مانگتی ہے، وہ رب ہونے کے ناتے ایک ہی وقت، ایک ہی گھڑی اور ایک ہی لمحہ میں تمام مخلوقات کو دیکھتا، تمام مخلوقات کی سنتا، ان کی ضرورتیں پوری کرتا اور ہر ایک کے کاموں اور اعمال کی خبر رکھتا ہے۔ یہ صرف اور صرف اس کی کمال ربوبیت ہے، بیشک اس جیسا رب کوئی دوسرا نہیں۔ انسان عمدہ عقل و فہم رکھنے کے باوجود دس بیس آدمیوں کی بات ایک ہی وقت اور ایک ساتھ سن نہیں سکتا، دس بیس انسانوں کی ایک ہی وقت اور ایک ساتھ مدد نہیں کر سکتا اور نہ ایک ہی وقت میں آمنے، سامنے، آگے پیچھے، اوپر نیچے دیکھ سکتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ فرشتوں، انسانوں، درندوں، پرندوں، حشرات الارض، ہواؤں، پانی، زمینوں، آسمانوں، سورج، چاند اور ستاروں سبھوں کی ضرورتوں کو ایک ہی وقت، ایک ہی لمحہ اور ایک ہی ساتھ اسی گھڑی پوری کرتا ہے، وہ ایک ہی وقت میں سب کی پکار اور فریاد سنتا ہے اور ایک ہی وقت اور ایک ہی ساتھ

سب کو دیکھتا ہے، اس کے سامنے تمام مخلوقات ایسی ہیں جیسے ہمارے سامنے ایک میز پر بہت ساری چیزیں پڑی ہوں، بے شک وہ رب ہونے کے ناتے ایسی ربوبیت کرتا ہے۔ اس جیسا رب کوئی دوسرا نہیں، اس کی مثل اور مثال ہی نہیں۔

❁ اگر وہ ہر ایک کی ضرورت کو اسی لمحہ اسی وقت پوری نہ کرے تو مخلوقات پرورش نہیں پا سکتیں؛ بلکہ وہ تباہ و برباد ہو جائیں گی، کائنات کا نظام تباہ ہو جائے گا اور کائنات چل نہیں سکتی، مثلاً اگر وہ انسانوں کی ضروریات، وہ بھی ایک علاقوں کے انسانوں کی ضروریات پوری کرنے کے بعد دوسرے علاقے کے انسانوں کی ضروریات پوری کرے، پھر دنیا کے مختلف ممالک کے انسانوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے بعد جانوروں کی طرف متوجہ ہو اور ایک ملک کے جانوروں کی ضرورتیں پوری کرنے کے بعد دوسرے ملک کے جانوروں کی ضرورت پوری کرے، پھر جانوروں کی ضرورتیں پوری کرنے کے بعد، درختوں اور پودوں کی ضرورتیں پوری کرے، تو ذرا اندازہ لگائیے دنیا میں کتنے کروڑ ہا انسان ہیں؛ ان کی سب ضرورتیں پوری ہونے کے لئے کتنا وقت لگے گا، پھر دنیا میں ہزاروں جانور ہیں، لاکھوں درخت اور پودے ہیں، سب کی ضرورتیں ایک کے بعد دیگر اگر وہ پوری کرتا رہا، تو کتنا وقت لگ جائے گا، ہندوستان کے انسانوں کی ضرورت پوری ہونے تک امریکہ کے لوگ مر جائیں گے۔ تمام انسانوں کی ضرورتیں پوری ہونے تک پورے جانور مر جائیں گے اور دنیا میں انسانوں سے زیادہ چرند، پرند، درند اور حشرات لارض ہیں، سب مر جائیں گے، پھر جانوروں سے زیادہ نباتات ہیں، ان تمام کی ضرورتیں پوری کرنے تک سالہا سال لگ جائیں گے، ان کی ضرورتیں پوری کرنے تک دوسری تمام مخلوقات تباہ و برباد ہو جائیں گی، کہیں انڈوں میں بچے مر جائیں گے، کہیں ماں کے پیٹوں میں جانوروں کے بچے مر جائیں گے، کہیں بیجوں میں پودے ختم ہو جائیں گے، کہیں ہوا گندی ہو کر سانس کے قابل نہ رہے گی، کہیں پانی گندہ ہو کر پینے اور استعمال کے قابل نہ رہے گا، کہیں بادل بننا ختم ہو جائیں گے، کہیں زمین مردہ پڑی رہے گی، کہیں سورج، چاند، ستارے غائب ہو جائیں گے، مگر اللہ تعالیٰ نے رب ہونے کے

ناتے ایسا بے مثال انتظام ربوبیت کیا ہے کہ ایک ہی وقت اور ایک ہی لمحہ اور ایک ساتھ کائنات کے ذرے ذرے کی ہر ضرورت اس کی اپنی جگہ پر پوری ہوتی رہتی ہے، بیشک یہ اس کی ربوبیت کا کمال ہی کمال ہے، اس جیسا کوئی دوسرا رب نہیں، اگر وہ ایسا نہ ہوتا تو یہ کائنات اتنے ڈھنگ سلیقے اور ڈسپلین کے ساتھ چل نہیں سکتی تھی، اس لئے اس کی مثل ومثال ہی نہیں، اس کی مثال انسانوں اور مخلوقات جیسی نہیں، اس کی قدرت حیرت زدہ ہے، اگر وہ سمیع وبصیر نہ ہوتا تو اپنی مخلوقات کو جو زمین اور آسمانوں میں پھیلی ہوئی ہیں، نہ دیکھ سکتا اور نہ ہی سن سکتا تھا، جب وہ دیکھ اور سن نہیں سکتا، تو اس کو اپنی مخلوقات کی ضرورتوں کا علم کیسے ہوتا، اگر وہ سمیع وبصیر نہ ہوتا، تو ملائکہ کے ذریعہ اپنی مخلوقات کی خبر لینی پڑتی اور ملائکہ کے خبر دینے دینے تک تمام مخلوقات ہلاک ہوجاتے، وہ انسانی بادشاہوں کی طرح نہیں، اس کے لئے رب ہونے کے ناتے ہر آن ہر گھڑی اپنی مخلوقات کو دیکھنا اور ان کی پکار سننا ضروری تھا، ورنہ اس کی ربوبیت میں نقص آجاتا، اس کی ربوبیت مجبور ومحتاج ہوجاتی، وہ تو ''سُبحَان'' ہے، ہر قسم کی مجبوریوں اور محتاجیوں سے پاک ہے، اس کا دیکھنا لامحدود، اس کا سننا لامحدود، وہ مخلوقات کی طرح دیکھنے کے لئے آنکھوں کا محتاج نہیں، نہ مخلوقات کی طرح سننے کے لئے کانوں کا محتاج ہے۔ وہ ایک ہی وقت اور ایک ہی لمحہ میں کائنات کے ذرے ذرے کو دیکھتا اور ان کی سنتا ہے۔

وہ رب ہونے کے ناتے علیم وخبیر بھی ہے

❁ وہ رب ہونے کے ناتے کائنات کے ذرے ذرے کا علم رکھتا ہے، اس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، کوئی ذرہ کوئی تنکا، اس کے علم سے باہر نہیں، اس کے علم کا یہ حال ہے کہ وہ جانتا ہے کہ دنیا میں کتنے درخت اور پودے ہیں، ہر درخت اور پودے کو کتنے پتے ہیں، کونسا پتا کب سوکھ کر گرے گا، ہر درخت کو کتنے پھول لگیں گے، پھر ان پھولوں سے کتنے پھل تیار ہوں گے، کون کونسے پھل کون کونسے انسان کھائیں گے اور کونسے پھل اور پتے جانور کھائیں گے، اور کتنے پھل سڑ کر خراب ہوجائیں گے، کن کن پھلوں سے انسانوں اور جانوروں کے پیٹوں میں نطفے بنیں گے، پھر ان نطفوں سے کون کونسے انسان بنیں گے اور کون سے جانور بنیں

گے، پھر اس درخت سے اس کے ختم ہونے تک وہ کتنے پھل دے گا، اس سے کتنے بیج نکلیں گے اور ان بیجوں سے کتنے درخت اگیں گے، کون کونسے پھل، کس کس ملک اور شہر جائیں گے اور کون کون انسان کھائیں گے، کن انسانوں کو ان سے فائدہ ہوگا اور کن کن انسانوں کو نقصان ہوگا۔ کونسا جانور کس درخت کے پتے اور پھل کھائے گا، اس سے کتنے انڈے، دودھ اور گوشت نکلیں گے، ان انڈوں، دودھ اور گوشت کو کون کون انسان اور جانور کھائیں گے، پئیں گے، پھر ان انڈوں سے کتنے بچے نکلیں گے، کون کب تک زندہ رہے گا اور کب مرے گا۔

❁ اللہ تعالیٰ رب ہے اور رب ہونے کے ناتے اس کو اپنی مخلوقات کی تمام جانکاری ہر آن، ہر گھڑی رکھنا ہے، ان کی زندگی کا شروع سے آخرت تک پورا پورا علم رکھنا ضروری ہے، اگر علم نہ ہو تو وہ پرورش نہیں کرسکتا، اس لئے کہ ہر مخلوق کو ہر عمر میں اس کی اپنی ضروریات کے مطابق سامان مہیا کرنا ہے، حالات پیدا کرنا ہے۔ مخلوقات میں کون کب کب اور کس کس زمانے میں دنیا میں پیدا ہوگا؟ کیا کیا کرے گا؟ اور کب تک زندہ رہے گا؟ کب مریگا؟ اور کہاں مرے گا؟ کس حالت میں مرے گا؟ کس راستے پر چلے گا؟ یہ سب باتیں ضروریات پوری کرنے والے کو معلوم ہونا ضروری ہے، بیشک اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

❁ چنانچہ اس کی پرورش کا اتنا مضبوط انتظام ہے کہ جب کسی بچے کے پیدا ہونے کا وقت آتا ہے تو وہ ماں کے پیٹ اور انڈے میں آجاتا ہے، اس میں ایک سکنڈ اور ایک منٹ کی بھی دیر نہیں ہوتی، جب کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو دل، دماغ، ناک، منہ، ہوا، آکسیجن، دوائیں، ڈاکٹر اور دواخانہ سب کچھ ہونے کے باوجود اس کے دل کی حرکت ختم ہوجاتی ہے، حالانکہ وہ ہوا میں ہوتا ہے، کوئی اس کی ناک اور حلق بند نہیں کرتا، مگر جب موت کا وقت آتا ہے، تو خود بہ خود ہوا اندر جانے سے رک جاتی ہے، دل دھڑکنا بند کردیتا ہے، غذا اور پانی منہ میں ڈالیں تو پانی اور غذا واپس آجاتے ہیں، اگر کسی کو گھر سے باہر گاؤں یا سفر میں مرنا ہے، تو خود بہ خود چل کر اپنی موت کے مقام پر آجاتا ہے، یا قتل گاہ پر آجاتا ہے، جس کو ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ لوگ ہوائی جہاز یا ریل کے حادثوں یا پانی میں ڈوب کر مرجاتے ہیں، غرض جب

کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو اس کو ایک لمحہ بھی اس دنیا میں ٹھہرنے نہیں دیا جاتا، ایک لمحہ کی بھی مہلت نہیں دے جاتی۔ اس کی پرورش کا یہ عالم ہے، بیشک اس جیسا پرورش کرنے والا کوئی دوسرا نہیں، اس کی مرضی کے بغیر نہ کوئی دنیا میں آ سکتا ہے اور نہ اس کی مرضی کے بغیر دنیا سے کوئی جا سکتا ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن**

❁ فرعون اپنی سلطنت کو بچانے اور موت کے ڈر سے بنی اسرائیل کے پیدا ہونے والے مرد بچوں کو قتل کر رہا تھا، مگر جب اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی ماں کو توفیق دی کہ وہ فرعون کے ظلم سے بچانے کے لئے موسی علیہ السلام کو ایک صندوق میں رکھ کر نہر میں ڈال دے جو نہر فرعون کے محل سے گزر کر بہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ جب وہ کسی کو پالنے اور پرورش کرنے پر آتا ہے تو دشمن کو بتلا کے دشمن ہی کے گھر میں رکھ کر پالتا اور پرورش کرتا ہے۔

❁ اسی طرح حضرت عیسی علیہ اسلام کو پالنے اور باقی رکھنے پر آیا تو ان کے دشمن کو اسی لمحہ حضرت عیسی علیہ السلام کی صورت والا بنا دیا اور اس کو سولی پر چڑھا کر موت کے گھاٹ اتار دیا اور حضرت عیسی علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا، کئی سو سالوں سے بغیر موت دیے ان کو آسمانوں پر زندہ رکھے ہوا ہے۔

وہ رب ہونے کے ناتے ہادی و معلم بھی ہے

❁ وہ جب کسی کو بھی پیدا کرتا ہے تو اس مخلوق کو اس کے راستے کی ہدایت و ذمہ داریاں ودیعت کر کے پیدا فرماتا ہے؛ چنانچہ وہ رب ہونے کے ناتے انسانوں اور جنوں کے علاوہ باقی تمام مخلوقات کو بغیر استاد، بغیر کتاب، اور بغیر مدرسہ کے ہدایت و رہنمائی کرتا ہے اور یہ ہدایت و رہنمائی ان کی طبیعت و فطرت میں ودیعت کر کے پیدا کرتا ہے۔ انسانوں اور جنوں کے لئے اس نے پیغمبروں، اساتذہ، کتابوں، مدرسوں اور قلم کے ذریعہ علم حاصل کرنے اور ہدایت و رہنمائی کا انتظام کیا۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن**

❁ اسی ہدایت و رہنمائی کی وجہ سے انسان و جنات کے علاوہ باقی تمام مخلوقات اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ وہ شہد کی مکھی کو وحی کرتا، آسمانوں کو وحی کرتا، زمین کو وحی کرتا

اور فرشتوں کو وحی کرتا غرض تمام مخلوقات کو ہدایت و رہنمائی کرتا ہے۔

❁ اسی ہدایت کا نتیجہ ہے کہ زمین کہیں گیہوں، کہیں چاول، کہیں دال، کہیں شکر، کہیں گنا، کہیں ادرک، کہیں لہسن، کہیں پیاز، کہیں تیل کی بیج، کہیں کالی مرچ، کہیں لال مرچ، کہیں کپاس (لباس)، کہیں دوائیں (جڑی بوٹی)، کہیں مرچ، کہیں زیرا، کہیں دھنیا، کہیں لکڑی اور کہیں ترکاریاں سب کچھ اگا رہی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت ہے کہ اس نے انسانوں کو اپنی غذاؤں میں ایک ہی وقت میں یہ تمام چیزیں کھانے اور اپنی غذاؤں کو مزیدار بنانے اور جسم میں مختلف توانائیاں بھیجنے کے قابل بنا دیا۔ اگر وہ چاہتا تو صرف دال کھانا بھی کھلا کر پال سکتا تھا اور کامیاب ہونے کے بعد ہر قسم کی نعمتیں دے سکتا تھا، مگر یہ اس کی صفت ربوبیت کا فیضان ہے کہ انسان مختلف قسم کی مزیدار غذائیں استعمال کر کے ہر روز نئے مزے لیتا ہے، اور یہ آزادی جانوروں کو حاصل نہیں۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن**

❁ اسی ہدایت کا نتیجہ ہے کہ جانداروں کا پورا جسم پانی، خون، ہڈی اور گوشت کا مجموعہ ہے اور جسم کے تمام اعضا میں بھی یہ تمام چیزیں موجود ہیں، مگر اس کی ہدایت کی وجہ سے جسمانی اعضا الگ الگ کام انجام دے رہے ہیں۔ بے شک یہ اس کی ربوبیت کا کمال ہے

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے کرشموں پر غور کرو!

❁ تمام جانوروں کو گوشت سے بنایا، مگر مختلف جانداروں کے گوشت کا مزہ اور اس کی قوت الگ الگ رکھی، مثلاً: جانوروں میں گائے، بھینس، بکری کے پورے جسم میں گوشت ہوتا ہے، مگر دل، کلیجی، گردہ، بھیجہ، اور معدہ، باوجود گوشت کے ہونے کے جسم کے گوشت سے بالکل الگ ہوتے ہیں، معدہ کا گوشت الگ انداز کا، کلیجی الگ انداز کی، بھیجہ الگ انداز کا، دل الگ انداز کا اور گردہ الگ انداز کے گوشت کا بنا تا ہے اور تمام جانوروں میں ان اعضا کا گوشت ایک ہی قسم کا ہوتا ہے، مثلا تمام جانوروں کے معدے کا گوشت ایک جیسا، کلیجی، ایک جیسی، گردے ایک جیسے اور بھیجے کا گوشت ایک جیسا، پھر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا کمال دیکھئے! اس نے تمام گوشت کے مقابلے ان اعضا کے گوشت کے مزے بھی الگ الگ

رکھے، تاکہ انسان مزہ لے لے کر اللہ کی نعمتیں کھائے اور اس کا شکر ادا کرے، اس کے برعکس پرندوں میں، مرغی کے تمام جسم میں سوائے کلیجی کے، مچھلی کے تمام جسم میں سوائے انڈوں کے تمام گوشت کا مزہ ایک جیسا رکھا، مچھلی اور مرغی کی کھال بھی مزے دار رکھی، بکری اور گائے کے پیروں کا مزہ اور سر کے گوشت کا مزہ بھی الگ الگ رکھا، ان تمام چیزوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ انسانوں کو اپنی نعمتوں کا احساس دلا رہا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا کمال دیکھو کہ تمام جانداروں کے بچوں کو بچے جیسا بناتا، ان کو پھول جیسا نازک نرم خوبصورت اور معصوم بناتا، ان کی آواز بھی بچہ جیسی رکھتا، خاص طور پر انسانوں کے بچوں میں داڑھی مونچھ کے بال بچپن سے آجاتے اور بچے کی آواز بچے جیسی نہ ہوتی، وہ بھی بڑے عقلمندوں جیسی گفتگو کرتا تو شاید کوئی بھی اس کو گود میں لیکر لاڈ پیار نہ کرتا، ان کے قریب بھی نہ آتا اور ان سے ویسی محبت بھی نہ کرتا، جیسی بچوں سے کی جاتی ہے، یہ شان ربوبیت ہے کہ جس عمر میں جو چیز چہرے، سینے اور کلھوں پر ابھارنا ہے، ظاہر کرنا ہے، وہ اسی عمر سے ظاہر کرتا ہے اور اسی عمر میں ہارمون پیدا کر کے ان چیزوں میں باقاعدگی پیدا کرتا ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن**

❁ جس مخلوق کو جس عمر میں جو چیز چاہئے وہ عطا کرتا ہے۔ اس نے بطخ کو چپونما پیر دیے اور چپٹی چونچ دی تاکہ وہ تیر سکے اور شکار تلاش کر سکے، طوطے کو پھل کاٹنے کے قابل چونچ دی، ہرن، گھوڑے اور شیر ببر کو دوڑنے کے لئے پیروں میں صلاحیت دی، شکرا، چیل، اور گدھ کو بلندی پر اڑتے ہوئے شکار کو دیکھنے کے لئے تیز آنکھیں دیں، چیونٹی، گھوڑے اور کتے کو سونگھنے کی طاقت زبردست دی۔ بچھوں کے دم اور سانپ کے منہ میں زہر کی پوٹلی دی، یہ تمام چیزیں ہر ایک کی ضرورت کے مطابق وہ عطا کرتا ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن**

❁ جو پرندے ہواؤں میں اڑتے ہیں اور خاص طور پر میلوں کا فاصلہ طے کرتے ہیں، ان پرندوں کی اہم ضرورت یہ تھی کے ان کا وزن کم ہو، وہ جسمانی طور پر ہلکے ہوں، خلیات کو اس نے ویسی ہی ہدایت دے کر ان کے وزن کو کم رکھا، خلیات ایسے تمام پرندوں کی ہڈیوں میں گودا

پیدا نہیں کرتے، ان کی ہڈیوں میں ہوا ہوتی ہے اور وہ آسانی سے اڑ سکتے ہیں۔ ذرا غور کیجئے ہر مخلوق کی ضرورتوں کو کیسے پورا کیا جا رہا ہے؟ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن**

❁ پرندے کا چوزہ جب انڈے میں پوری طرح بن جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے باہر نکلنے کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اس کی چونچ پر ایک نوک دار کیل پیدا کرتا ہے، جس سے وہ انڈے کے اندر سے انڈے میں تڑخ پیدا کر کے پھوڑتا اور باہر آتا ہے۔ بچہ باہر آجانے کے بعد جیسے جیسے بڑھتا ہے، وہ کیل چونچ میں مل جاتی ہے اور غائب ہو جاتی ہے۔

❁ وہ جب کسی کی پرورش کرنے پر آتا ہے تو ماں باپ کے ذریعہ بھی کرتا ہے یا صرف ماں کے ذریعہ کرتا ہے، یا پھر ماں باپ کے بغیر بھی کرتا ہے، بلی، شیر، سور اور کتیا کے بچوں کو ان کی ماں کے ذریعہ پالنے کا طریقہ رکھا اور ان کی ماں پر یہ ذمہ داریاں رکھیں کہ وہ غذا دیں اور ان کی حفاظت کا انتظام کریں، باقی تمام کام بچے خود کرتے رہتے ہیں۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ مچھلی، مگرمچھ، مینڈک، سانپ، مچھر، کچھوا، اور مکھی کے بچوں کو ماں سے الگ رکھ کر کے پالتا ہے، وہ بغیر ماں باپ کے سہارے اور مدد کے شروع دن سے پرورش پاتے رہتے ہیں، مچھلی کے بچے، بطخ کے بچے اور مگرمچھ کے بچے انڈے سے نکلتے ہی فوراً تیرنا شروع کر دیتے ہیں۔

❁ یہ اس کی شان ربوبیت ہے کہ تمام جانوروں میں یہ ہدایت وفطرت رکھی کہ وہ اپنے اپنے اقسام کے جانوروں اور پرندوں میں ایک ساتھ مل کے رہتے ہیں، مثلاً تمام کوّے ایک درخت پر بسیرا کرتے، تمام کبوتر ایک ساتھ رہتے، تمام طوطے ایک جگہ گھونسلا بناتے، تمام مینا ایک ساتھ درختوں پر رہتے، اسی طرح تمام بندر الگ الگ نہیں رہتے، ایک ساتھ رہتے ہیں، شیر، ہاتھی، ہرن، چیونٹی، دیمک اور مکوڑے سب اپنے اپنے جھنڈوں کے ساتھ رہتے ہیں۔

❁ تمام بکرے بکریاں ایک جگہ رہتے ہیں، تمام گائے بیل بھینس ایک ساتھ رہتے ہیں اور تمام شیر ایک ساتھ رہتے ہیں، تمام ہاتھی ایک ساتھ رہتے ہیں، ایسا نہیں ہوتا کہ شیروں کے ساتھ ہرن اور زیبرا مل کر رہتے ہوں، یا کبوتروں کے ساتھ کوّے اور شکرا مل کر رہتے ہوں، سب کے گروپ الگ الگ رہتے ہیں، یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ان کے رب نے ان کی

حفاظت کی ہدایت ان کو ودیعت کر کے پیدا کیا ہے، تب ہی وہ اپنے اپنے اقسام کے پرندوں، چرندوں اور درندوں میں رہتے ہیں۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کی صفت ہدایت کو مختلف جانوروں میں غور کیجیے کہ وہ انکی ضروریات کیسے کیسے پوری فرماتا ہے؟ شاہین پرندہ کچھوے کی پیٹھ پر وار کرتا ہے اور جب وہ سخت معلوم ہوتا ہے تو اوپر لے جا کر وہاں سے زمین پر گرا دیتا ہے تا کہ وہ مر جائے اور پیٹھ تڑخ جائے۔

❁ اللہ تعالیٰ کی ہدایت شہد کی مکھیوں میں دیکھئے کہ وہ بلندی پر چھتہ بناتی ہیں اور جب ان کو خطرہ محسوس ہوتا ہے فوراً پورا شہد پی کر اڑ جاتی ہیں اور وہ صرف صاف وشفاف رس پیتی ہیں۔

❁ اسی طرح مکڑی کو اپنی بھوک مٹانے کے لئے کیسی ہدایت دی ہے، ذرا غور کیجئے کہ جب وہ بھوکی ہو جاتی ہے تو زمین سے چمٹ جاتی ہے اور اس طرح بیٹھ جاتی ہے کہ مکھیوں کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ان کی طرف اس کا دھیان ہی نہیں، جب مکھیاں پاس جاتی ہیں تو جھپٹ کر انہیں پکڑ لیتی ہے اس کا یہ حملہ کبھی خالی نہیں جاتا۔

❁ بھیڑیے عام طور پر شکار کے لئے اکٹھے نکلتے ہیں، ان میں سے ایک دور جا کر آواز نکالتا ہے، تو کتّے اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، باقی بھیڑیے مویشیوں پر حملہ کر دیتے ہیں، ویسے بھیڑیوں کو قدرتی طور پر یہ ہدایت رہتی ہے کہ صبح صبح کے وقت بکریوں کے گلے پر حملہ کیا جائے وہ جانتے ہیں کہ کتے رات بھر پہرے داری کر کے صبح سو جاتے ہیں، تب بکریوں کا شکار آسانی کے ساتھ بغیر کسی پریشانی کے کیا جا سکتا ہے۔

❁ ریچھ جب سینگوں والے جانوروں پر حملہ کرتا ہے تو سامنے سے نہیں؛ بلکہ پیچھے سے آکر پہلے اپنے پنجوں سے اس کے سینگوں کو پکڑ لیتا ہے، وہ جانتا ہے کہ سامنے سے حملے کرنے سے وہ اسے زخمی کر دیں گے، دونوں سینگوں کو مضبوطی سے پکڑ کر کاٹ کاٹ کر زخمی کر دیتا ہے پھر پکڑ لیتا ہے۔**اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن**

❁ تمام درندے جب ہرن، بکری، بھینس اور گائے پر حملہ کرتے ہیں تو وہ یہ جانتے ہیں کہ جانور کمزور، بے دم اور ان کی گرفت میں اسی وقت آسانی سے آ سکتا ہے، جب اس کی

گردن کو دبا دیا جائے ورنہ وہ ہاتھ پیر مار کر پکڑ سے نکل جاتا اور بھاگ جاتا ہے اس لیے وہ جانوروں کی گردن کو منھ سے دبا دیتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفت ہدایت جو ان کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے دی گئیں۔**اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن**

❁ اللہ تعالیٰ کی صفت ہدایت کا یہ عالم ہے کہ اس نے تیتر کی یہ عادت بنائی کہ جب ان کے بچوں کو پکڑنے کے لئے کوئی شکاری آتا ہے، تو نر تیتر گھونسلے سے چلنے لگتا ہے، شکاری یہ سمجھتا ہے کہ یہ زخمی ہے اس کی طرف لپکتا ہے، اس دوران مادہ تیتر بچوں کو لے کر دور نکل جاتی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے لومڑی کی تربیت یوں فرمائی کہ جب وہ حد سے زیادہ بھوکی ہو جاتی ہے تو اپنا پیٹ پھلا کر مردے کی طرح پڑی رہتی ہے، دیکھنے والے جانور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مر چکی ہے، پرندے اس کی یہ حالت دیکھ کر مردہ سمجھتے ہیں اور قریب آجاتے اور اس کو چونچ مارتے ہیں تو وہ فوراً جھپٹ کر پکڑ لیتی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے چیونٹی کی پرورش کا کیسا انتظام کیا ہے؟ غور کیجئے جس کو سوئی کی نوک کے برابر دماغ ہوتا ہے، وہ ہر طرح کے دانے اپنے بل میں جمع کرتی ہے؟ وہ جانتی ہے کہ دانہ زمین میں رکھنے کی وجہ سے مولکا (ڈیوی) نکلنے کا خطرہ ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت سے دانوں کو دو ٹکڑے کر دیتی ہے اور کسی دانے میں مثلاً چاول، گیہوں وغیرہ میں سوراخ کر دیتی ہے، وہ اللہ کی ہدایت سے یہ بھی جانتی ہے کہ دھنیا کے دانے دو ٹکڑے کرنے سے بھی اُگتے ہیں اس لئے وہ ان کے چار ٹکڑے کرتی ہے؛ تا کہ اُگنے نہ پائیں جَو اور باجرہ کو دو ٹکڑے نہیں کرتی؛ بلکہ ان کے چھلکے الگ کرتی ہے، اس طرح دانوں کے اگنے کی طاقت ختم کر دیتی ہے، تا کہ ان کی غذا محفوظ رہے، ذرا غور کیجئے: یہ تعلیم ان کو کسی مدرسہ، اسکول یا کتاب سے نہیں دی جاتی، صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہدایت سے ان کو یہ تعلیم ملتی ہے۔

❁ شتر مرغ کو اللہ تعالیٰ نے کیسی تربیت دی ہے! غور کیجئے کہ اس کی اللہ نے یہ عادت بنائی کہ وہ اپنے انڈوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیتی ہے، کچھ ریت میں دبا دیتی ہے، کچھ دھوپ میں رکھ دیتی ہے، ان انڈوں سے رقیق مادہ نکلتا ہے، یہ رقیق مادہ وہ اپنے بچوں

کو کھلاتی ہے جب بچے ذرا بڑے ہو جاتے ہیں، تو ریت میں دبے ہوئے انڈوں کو توڑتے ہیں، ان پر مکھیاں، مچھر، کیڑے مکوڑے جمع ہو جاتے ہیں، بچے ان کو مزے سے کھاتے اور اپنے پیٹ بھرتے ہیں۔ **الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**

❁ بعض سانپ پرندوں پر زہر کی پچکاری چھوڑ کر ان کو اندھا کر دیتے اور پھر شکار کرتے ہیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفت ہدایت کے کرشمے ہیں، جو اس کی ربوبیت سے ظاہر ہوتے ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو ہوا میں اڑنا سکھایا اور ان کی ساخت ایسی بنائی کہ وہ ہوا میں اڑ سکتے ہیں، وہ اپنے آپ ایسے نہیں بنے اس نے ہوا کو ہدایت دے رکھی ہے کہ وہ اپنے سے زیادہ وزنی چیز کو، بھاری جسم رکھنے والے پرندوں کو سنبھالے رکھے، وہی ان کو ہوا میں تھامے ہوئے ہے۔ **الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**

❁ اللہ تعالیٰ صرف خالق ہی نہیں کہ وہ چیزوں کو پیدا کر دے یا وجود میں لا دے؛ بلکہ وہ ہر چیز کا ہادی و معلم بھی ہے، جو چیز جس کام کے لئے پیدا فرماتا ہے اس کو وہ پوری پوری ہدایت دے کر پیدا کرتا ہے اور وہ ہدایت اس کے لئے موزوں ہوتی ہے، وہ اپنی صفت ہادی کے ذریعہ تخلیق بھی کرتا ہے اور پرورش بھی کرتا ہے۔

❁ اس کی مخلوقات میں دو طرح کی مخلوق ہیں؛ ایک بظاہر جاندار اور دوسری بے جان۔ اللہ تعالیٰ دونوں سے مختلف کام لے رہا ہے اور ان دونوں کی ہدایت کا طریقہ کار الگ الگ رکھا۔

❁ ایک ہدایت زمین، آسمان، چاند، سورج، ہوا، پانی، پہاڑ اور جمادات کے لئے ہے، جس پر وہ سب چل رہے ہیں اور وہ ہر منٹ ہر سکنڈ اپنے اپنے حصے کا کام انجام دے رہے ہیں، ٹھیک وہی خدمات بجا لا رہے ہیں جن کے لئے وہ پیدا کئے گئے ہیں۔

❁ ایک ہدایت نباتات کے لئے ہے، جس کی پیروی میں وہ زمین کے اندر جڑیں نکالتے ہیں، مگر پتے اور ڈالیاں نہیں نکالتے اور نہ پھیلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر وہ زمین کے اوپر پتے ڈالیوں کے ذریعہ پھیلتے ہیں اور جس موسم میں جو چیز دنیا میں ظاہر کرنا ہے کرتے

رہتے ہیں ہر پودا اور ہر درخت اپنے اپنے حصے کا کام کئے جا رہا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کی ایک ہدایت حیوانات کو ہے، جس کی وجہ سے خشکی، تری، ہوا، خلا اور زمین میں رہنے والے تمام حیوانات جو کسی اقسام کے ہوں، اپنے اپنے الگ الگ کام انجام دے رہے ہیں، جن کو دیکھ کر عقل رکھنے والا بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ کوئی غیبی نظام ہے، جو ان تمام جانوروں میں بے شمار صلاحیتیں دیکر ربوبیت کا کام لے رہا ہے۔

❁ پھر رب ہونے کے ناتے ایک ہدایت جانداروں کے جسموں کے اعضا کو ہے، جانداروں کے جسموں کے اعضا ماں کے پیٹ سے لیکر مرنے تک مثلاً دودھ پینے، چلنے پھرنے، کام کاج کرنے میں، الگ الگ ذمہ داریاں اللہ کی صفت ربوبیت ہی کی وجہ سے ادا کرتے رہتے ہیں۔ جانداروں کی آنکھیں، کان، دل، دماغ، گردے، جگر، معدے، آنتیں، رگیں اور شیریانیں یہ سب صرف وجود ہی میں نہیں آتیں؛ بلکہ ہر جاندار کے زندہ رہنے تک اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کی محتاج ہوتی ہیں اور اللہ کے منشاء کے مطابق کام انجام دیتے ہیں، اس میں کسی جاندار کے عقل وشعور کا کوئی دخل واختیار نہیں ہوتا کہ وہ اپنی عقل سے آنکھوں کو دیکھنے کی صلاحیت دے یا اپنی عقل سے معدے کو غذا ہضم کرنے کا طریقہ بتلائے یا اپنی عقل سے دل کو دوران خون کا طریقہ سکھائے یا گردوں کو خون صاف کرنے کا طریقہ سمجھائے، انسان کو عقل ہو یا نہ ہو تمام جسمانی اعضا بچپن سے بڑھاپے تک اپنا اپنا کام بغیر عقل وشعور کی کسی ہدایت کے انجام دیتے رہتے ہیں، جیسے زمین، آسمان، ہوا، پانی، سورج اور چاند اپنے اپنے کام کئے جا رہے ہیں، اسی طرح تمام جانداروں کی آنکھیں، کان، زبان، دل، دماغ، گردے، بھیجے، جگر سب اپنے اپنے کام کئے جا رہے ہیں، یہ جسمانی ضرورتوں کا انتظام ہے، جس میں کسی جاندار کا عمل ودخل نہیں اور نہ کچھ بننے یا نہ بننے کا اختیار نہیں، کوئی عورت بننے سے یا کوئی جانور بننے سے کوئی بوڑھا ہونے سے یا کوئی پیدا ہونے سے یا کوئی مرنے سے انکار ہی نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ اپنی شانِ تخلیق سے جس میں جو چیز پیدا کرنا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور شان ربوبیت سے جو کام لینا چاہتا ہے لیتا ہے۔

❁ اس کی شان ربوبیت میں انسانوں اور جنوں کی روحانی تربیت کرنا بھی ضروری ہے؛ چنانچہ اس نے ان کی ہدایت ورہنمائی کا طریقہ دوسرا رکھا، جانداروں میں تمام جاندار اپنے پیٹ میں ہدایت ورہنمائی لے کر پیدا ہوتے ہیں، انسانوں اور جنوں کو باہر سے ہدایت ورہنمائی حاصل کرنا پڑتی ہے، یہ ہدایت ورہنمائی انسانوں اور جنوں کو کتابوں، پیغمبروں اور مدرسوں یعنی تعلیم گاہوں سے کی گئی ہے۔

❁ اللہ تعالی کی شان ربوبیت ہے کہ ہر ملک کے جغرافیائی حالات کے لحاظ سے اور آب وہوا کے لحاظ سے وہاں جانور، پھل پھلاری، درخت، پودے، اناج اور غلہ پیدا کرتا ہے اور ہر جاندار کو اس کے ماحول کے مطابق غذائیں دیتا ہے۔

❁ اللہ تعالی دنیا کے خطوں کے لحاظ سے جس جس جانور کی جہاں ضرورت تھی اور جو جس ماحول میں پل سکتا تھا اس کو وہاں اور ویسی ہی خصوصیات دے کر پیدا کیا۔ جیسے اونٹ کو ریگستانوں کی زمین کے لحاظ سے ویسا ہی جانور بنایا، ریگستان ایک ایسا علاقہ ہے جہاں پانی اور سبزہ کم ہوتا ہے، پھر اونٹ کو ریگستانوں کی گرمی اور لو سے بچانے کے لئے ببول کے درخت پیدا کئے جو گرمی اور لو کو مارتے ہیں، سبزہ نہ ملنے پر وہ ریگستانوں میں کانٹے دار جھاڑیاں کھاتا ہے، اس کے جبڑے ایسے بنائے کہ کانٹے اس کے لعاب سے نرم اور بے اثر ہو جاتے ہیں، اللہ نے اونٹ کو ایسا جانور بنایا جس پر سفر کیا جاتا ہے، سامان منتقل کیا جاتا ہے، اس کا گوشت کھایا اور دودھ پیا جاتا ہے، اس کے بالوں اور کھالوں سے کپڑے اور خیمے بنائے جاتے ہیں، وہ بہت طاقتور ہونے کے باوجود غریب طبیعت ہوتا ہے، اسے چھوٹا بچہ بھی اس کی رسی پکڑ کے جہاں چاہے لے جا سکتا ہے، اور وہ فرماں بردار بن کر چلتا ہے، وہ انسان کا زبردست خادم ہے؛ مگر اس کے باوجود اس کا بوجھ انسان پر بہت کم ہے، ریگستانوں میں اس کا چارہ کانٹے دار جھاڑیاں آسانی سے دستیاب ہو جاتی ہیں، اس لئے انسان کو بہت زیادہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی، اللہ نے دوسرے جانوروں کے مقابلے اس میں بھوک پیاس، مشقت اور شدید طوفانی حالات ریگستانی گرمی اور اس کی شدت برداشت کرنے کی صلاحیت رکھی، اونٹ کی بناوٹ اور اس کے

سارے حالات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اس کا خالق انتہائی حکیم ودانا ہے، جو ایک خاص منصوبہ کے تحت اسے بنایا، ہر جانور کو اس کی غذا کے مطابق اس کے جبڑے اور دانت بنائے، ہر ایک کے منہ کا ڈھہن ایسا بنایا جس سے وہ اپنی غذا مزے لے لے کر کھاتا ہے۔ مکھیاں گندگی اور غلاظت تیزی سے شوق سے کھاجاتی ہیں۔

❁ بعض پرندے دانہ چگتے ہیں اور بعض بغیر چبائے پوٹے میں اتار لیتے ہیں۔ اللہ تعالی کسی کو دانتوں سے پیس کر اور کسی کو ثابت دانہ معدے میں اتار کر ہضم کرواتا ہے اور بعض کھانے کے بعد جگالی کرتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

❁ سنا کے پتے سے انسانوں کا معدہ صاف کرنے کے قابل بنایا۔ جو ہاضمہ میں مدد دیتے ہیں، موسم گرما میں جگر اور معدے کی گرمی کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالی تربوزہ، کھیرا، ککڑی، فالسہ، اناناس جیسی ٹھنڈی چیزیں پیدا کرتا ہے، سردیوں میں آخروٹ، بادام، چلغوزہ، پستہ، کاجو، سرد علاقوں میں پیدا کرتا ہے، جن علاقوں میں بلغم زیادہ پیدا ہوتا ہے، وہاں سیتا پھل، موسمی اور املی پیدا کرتا ہے، جو بلغم کو چھانٹتے ہیں۔

❁ پھلوں پر اگر چھلکے نہ ہوتے تو کیڑے مکوڑے کھاجاتے، انسانوں کو نہ ملتے یا پھر پرندے کھاجاتے، بعض پھل کے چھلکے اللہ تعالی نے اتنے موٹے بنائے کہ پرندے انھیں توڑ نہیں سکتے، جیسے بادام، آخروٹ اور پستہ وغیرہ کو سخت چھلکوں میں پیدا کرتا ہے، تاکہ اس کی وہ مخلوق کھائے جو اشرف المخلوقات یعنی انسان ہے، ذرا غور کیجئے کہ ہمارے مالک نے ہمارا کتنا خیال رکھا ہے۔

اسی طرح اللہ کی صفت ربوبیت اور ہدایت پر غور کیجئے کہ چڑیوں کے بے شعور بچے جب بیٹ کرتے ہیں تو گھونسلے کے منہ پر آکر پلٹ کر منہ کی طرف رخ کر کے باہر کرتے ہیں، آخر یہ کس کی ہدایت ہوتی ہے کہ گھونسلہ خراب ہو جائے گا، وہ رہنے کی جگہ ہے، اس کے برعکس انسان جانوروں سے عمدہ عقل وفہم رکھ کر گندگی لگائے پھرتا ہے۔

❁ جانداروں کی آنکھوں میں آنسو پیدا ہونا رک جائے تو آنکھیں جلد سوکھ کر تکلیف دینا

شروع کردیتی ہیں اور بیکار ہوجاتی ہیں، اگر آنکھوں کی پلکیں اٹھانا ختم ہوجائے تو آنسو بننے میں مشکل ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت سے پلکیں بار بار حرکت کرکے آنسو پیدا کرتی ہیں۔

❁ تمام جانوروں میں لمبی گردن والے جانور مثلاً ژراف، اونٹ اور شتر مرغ کی گردنیں لمبی ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے دل اتنے طاقت ور بناتا ہے کہ وہ خون ان کے دماغ تک جو گردن سے بہت دور پر ہوتا ہے، برابر پمپ کرتا ہے اور جب وہ گردن جھکا کر پانی پیتے یا کوئی چیز کھاتے تو ان کا خون تیزی سے بہتا ہوا دماغ کی طرف آسکتا تھا، اس سے ہائی بلڈ پریشر ہوکر برین ہمرتج ہوکر موت واقع ہوسکتی تھی، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت سے ایسا نظام بنایا کہ زائد خون گردن جھکاتے ہی رک جاتا ہے، گردن کے خون کی نالیاں زائد خون کو روک دیتی ہیں اور بند ہوجاتی ہیں۔

❁ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت ہے کہ وہ گندہ خون چھاتیوں میں لاکر بچوں کے لئے صاف شفاف، سفید رنگ کا دودھ بنا دیتا ہے، اس میں شکر اور نمکیات اور مناسب مقدار میں پانی بھی ملا دیتا ہے، بیشک وہ جیسا چاہے پرورش کرسکتا ہے۔ وہ کتا، مرغی کو گندہ اور نالیوں کا خراب پانی پلاکر بھی زندہ رکھ سکتا ہے، یہ سب اس کی پرورش کے طریقے ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ نے دیمک کو اندھا بنایا، مگر اس نے دیمک کو اس قابل بنایا کہ وہ مٹی کے ذریعہ ۵، ۶ میٹر تک شاندار گھر بناتے ہیں، ان کے گھر میں سرنگیں، تنگ گزر کے راستے، روشنی کے خانے اور باہر نکلنے کے راستے ہوتے ہیں، بے شک وہ جسکی جیسے چاہے ضرورت پوری کرسکتا ہے۔

❁ کسی جانور کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت کے لئے رنگ بدلنے کے قابل بنایا، جس کی وجہ سے وہ درختوں کے پتوں کے رنگ میں مل جاتا ہے، اسی کو دیکھ کر انسان بھی اپنے فوج کے لباس اسی انداز کے بنانے لگے، جو پتوں میں سمجھ میں نہیں آتے۔

❁ ویل مچھلی کو اللہ تعالیٰ ۵۰۰ سال تک عمر دیتا ہے، اس کی لمبائی تمام مچھلیوں سے زیادہ رکھی اور اس کی غذا بھی ویسی ہی رکھی، اللہ کو اپنی کسی مخلوق کے پالنے میں کوئی مشکل ہی نہیں۔

❁ ہم بستری کے دوران مرد سے کروڑ ہا اسپرم (Sperm) ایک وقت میں خارج

ہوتے ہیں، کروڑوں میں سے صرف ہزار ماں کے انڈوں تک پہنچنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، ان میں سے صرف ایک انڈے کو رحم میں داخل ہونے کا موقع ملتا ہے، اللہ تعالیٰ بچہ کو رحم کی تین تاریکیوں میں پرورش کرتا ہے، جب نر اور مادہ کے قطرے ملتے ہیں تو بچہ بننے کا جوہر تیار ہوتا ہے اور یہ خلیہ منجمد قطرہ خون بن جاتا اور پھر گوشت کا ایک چھوٹا سے لوتھڑا بن کر رحم کی دیوار سے چمٹ کر پرورش پاتا ہے۔

❁ بعض پرندوں کو اللہ تعالیٰ اپنی چونچ سے درختوں میں سوراخ کر کے گھونسلہ بنانے کی صلاحیت دیتا ہے، اس کے لئے ان کی چونچ کو بہت لمبی بناتا ہے، اگر کوئی انسان اپنے سر کی مدد سے کسی سخت دیوار میں سوراخ مارے تو فوراً چکر کھا کر اور زخمی ہوکر گر جائے گا اور اس کے دماغ کی رگیں اور دوسری چیزوں پر اس کے مارنے کا اثر پڑے گا، مگر قربان جایئے اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت پر وہ ان لمبی چونچ والے پرندوں کی ضرورت پوری کرنے کو، لمبی چونچ اور پتلی زبان دی، ان کا سر اور گردن بھی اتنا طاقتور اور مضبوط بنایا کہ یہ پرندے دو یا تین منٹ میں چالیں پچاس بار ٹھونگ مار کر سوراخ بنا لیتے ہیں، ان کی چونچ، پیشانی، جبڑے اور دماغ تک ٹھونگوں کے اثر کو جانے نہیں دیتی، پھر ان پرندوں کو اللہ نے ایسی ہدایت دے رکھی ہے کہ وہ ایسے درخت میں سوراخ اور گھونسلہ بناتے ہیں جو سو برس تک رہ سکتے ہیں، اس کے بعد اس درخت کے تنے خاص بیماریوں کی وجہ سے نرم پڑ جاتے ہیں، ان پرندوں کی زبان پتلی اور لیس دار ہوتی ہے، جو کیڑے مکوڑوں کو چاٹ جاتی اور مکوڑوں کے زہریلے ترشوں سے بچاتی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت دیکھئے کہ وہ ریشم کے کیڑے سے ریشم اور خاص قسم کی مکھی سے شہد اور لکڑی سے شکر اور کسی درخت سے ربڑ نکال رہا ہے۔

وہ رب ہونے کے ناتے مصور بھی ہے

اس کی شان ربوبیت دیکھئے کہ وہ کتنا حکیم و دانا ہے کہ اس نے جتنی بھی مخلوقات پیدا کی ہیں ان کی شکل وصورت، قد، جسموں کی موٹائی، لمبائی الگ الگ رکھی، تمام جانوروں کو ان کی

اپنی اپنی قسموں میں علٰحدہ علٰحدہ شکل وصورت کے ساتھ بنایا، تمام نباتات کے پتے، پھول، پھل کو اور تمام انسانوں کو الگ الگ صورت وشکل دے کر پیدا فرمایا، تمام جمادات کو الگ الگ شکل دی، تمام معدنیات کی صورت الگ رکھی، سورج، چاند، سیاروں، زمین وآسمان، ہوا اور پانی وغیرہ کو الگ الگ شکل دی، جس کی وجہ سے ہر کوئی اپنی پہچان الگ الگ رکھتا ہے اور ایک چھوٹا بچہ بھی کائنات کی تمام چیزوں کو پہچان سکتا ہے، بے شک وہ مصور ہے اور یہ اس کی مصوری کا کمال ہی کمال ہے، اگر وہ مصور نہ ہوتا تو مخلوقات کائنات کی چیزوں کو پہچان ہی نہیں سکتی تھی اور ان کی ربوبیت مشکل ہو جاتی، اس نے کائنات کی تمام چیزوں کو علٰحدہ علٰحدہ شکلیں اور صورتیں دے کر مخلوقات کی پرورش میں آسانی وسہولت پیدا کر دی، وہ مصور ہونے کی وجہ سے چیزوں کی صرف صورت ہی نہیں بناتا؛ بلکہ اس نے ان میں خوبصورتی، رنگ اور خوشبو بھی رکھی ہے، اگر تمام پھل ایک ہی رنگ اور ایک ہی شکل وصورت کے ہوتے، تمام ترکاریاں ایک ہی شکل وصورت کی ہوتیں، تمام غلے ایک ہی شکل وصورت کے ہوتے تو ہم چاول، گیہوں، دالوں، ترکاریوں اور پھلوں کو کیسے پہچان سکتے تھے؟ شیر، ببر، گائے، بھینس اور بکری، ایک ہی قد اور ایک ہی شکل وصورت کے ہوتے تو بڑی مشکل ہو جاتی، بیشک اس کا ہر کام حکمت ومصلحت سے بھرپور ہے ہم اس کی حکمت ومصلحت کو نہیں سمجھ سکتے۔

غذاؤں میں سے معدنیات کے مادّے کھلائے جا رہے ہیں

❁ اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت دیکھئے! انسانوں اور دوسرے جانوروں کو کیلشیم، لوہا اور دوسری معدنیات کے کیمیائی مادے ان کے جسموں میں پہنچانا ضروری تھا، ایسی صورت میں کوئی جاندار معدنیات کو اس کی اصلی شکل اور جسامت کے ساتھ نہیں کھا سکتا تھا، اللہ تعالیٰ اپنے ربوبیت کے نظام کے ذریعہ بہت ساری معدنیات کے کیمیائی مادوں کو پھلوں، ترکاریوں، اناج اور غلوں میں ان کی شکلیں بدل کر پیدا کرتا اور جانداروں کے جسموں میں اتارتا ہے، جس کی وجہ سے ان کو وٹامن اے، بی، سی، ڈی سب کچھ ملتے رہتے ہیں اور وہ پرورش پاتے ہیں، جیسے مختلف دوائیں کیپسل وغیرہ میں رکھ کر کھلائی جاتی ہیں۔

اسی طرح بہت سی جڑی بوٹیاں، پتے اور پھل انسان یا دوسرے جاندار نہیں کھا سکتے ہیں اور نہ ان کے معدے ان کو ہضم کر سکتے ہیں، مثلاً انسان، گھاس، پتوں کو اصلی صورت میں نہیں کھا سکتا ہے، تو اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو جانوروں کو کھلا کر ان کے اجزا واثرات کو ان کے گوشت اور انڈوں میں منتقل کر کے انسانوں اور جانوروں کو کھلاتا ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے کرشمے ہیں، بیشک ایسی ربوبیت کرنے والا دوسرا کوئی نہیں۔

❁ اس کی پرورش اور دیکھ بھال کا اتنا مضبوط انتظام ہے کہ ہم اللہ تعالی کی مرضی اور منشا کے بغیر ایک جھنگر، چوہا اور مچھر کو بھی نہیں مار سکتے اور نہ کوئی کسی اور جاندار کو مار سکتا ہے۔ نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ جلا کر مارنا چاہا، مگر اللہ تعالی کی مرضی نہیں تھی جس کی وجہ سے وہ مار نہ سکا اور وہ بعض روایتوں کے مطابق چالیس دن تک آگ میں زندہ رہے۔ جانداروں کے خون اور پیٹ میں بہت سے بیکٹیریا اور جراثیم ہوتے ہیں، اللہ تعالی ان کو جانداروں کے ساتھ غذا پہونچاتا اور پالتا ہے، حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ کے حکم سے مچھلی نے نگل لیا، مگر اللہ تعالی کا حکم نہیں تھا؛ اس لیے وہ مچھلی کے پیٹ میں جا کر بھی زندہ رہے اور صحیح سلامت پھر دنیا میں واپس آ گئے۔

❁ اللہ تعالی کی پرورش کا نظام دیکھو! تمام جانور نہ ان کے پاس تعلیم کی سند ہوتی ہے نہ ان کی کوئی دوکان اور فیکٹری ہوتی ہے، نہ ان کا کوئی بینک بائیلنس ہوتا ہے اور نہ وہ ہنر ہی جانتے ہیں، نہ کھیت وزراعت کر سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی سامان بنا کر بیچ سکتے اور نہ دوکان لگا کر تجارت کر سکتے ہیں، وہ ہر روز صبح بھوکے اٹھتے ہیں، اللہ تعالی ان کی محنت اور رزق کو تلاش کرنے کی وجہ سے انہیں شام میں بھوکا نہیں سلاتا، وہ خود کھاتے اور اپنے بچوں کو جو گھونسلوں میں رہتے ہیں ان کے لیے بھی غذا فراہم کرتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

❁ انسان اور دوسرے تمام جانداروں کے بچے جب ماں کے پیٹ میں ہوتے ہیں، تو اللہ تعالی انسانوں کے بچوں کو نو مہینے تک بغیر دوکان، بغیر نوکری، بغیر روپیہ اور بغیر سند کے وہاں پالتا ہے، مگر وہی انسان دنیا میں آنے کے بعد جوان ہوتے ہی، باوجود روپے پیسے رکھنے

کے، سند اور تعلیم رکھتے ہوئے، ہنر رکھتے ہوئے، دوکان مکان رکھتے ہوئے، پھر بھی اللہ تعالیٰ کے پالنے اور پرورش کرنے کا مضبوط یقین نہیں رکھتا، ہاتھ پیر سب کچھ سلامت رہتے ہوئے پریشان پھرتا اور بھیک مانگتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ ہر مخلوق کو رزق دیتا ہے، مگر کب؟ جبکہ وہ حرکت کرے، رزق کو تلاش کرے، محنت کرے اور جستجو کرے، ہاتھ پر ہاتھ مار کر گھر میں بیکار بیٹھے رہنے سے کسی کو رزق نہیں ملتا، کسی پرندے کو بھی اس کے گھونسلہ کے منہ پر رزق لاکر نہیں ڈالا جاتا، پرندے کو بھی رزق تلاش کرنا پڑتا ہے، پرندے رزق کی تلاش میں میلوں نکلتے ہیں۔

❁ انسان جب اپنے گھر میں کوئی دعوت کا اہتمام کرتا ہے تو سو دو سو آدمیوں کی صحیح ضیافت اور خاطر تواضع میں پریشان ہوتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ سو دو سو مخلوقات کی نہیں، لاکھوں مخلوقات کی پرورش ہر روز، ہر گھڑی اور رات و دن کر رہا ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن**

❁ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں خاندان اور رشتے ناتے قائم کر کے بہت بڑا احسان کیا، رشتے ناتوں کی وجہ سے انسانوں کی تربیت و پرورش میں بہت آسانی اور سہولت ہوگئی۔ سوائے انسانوں کے کسی میں رشتے ناتے اور خاندان کا سلسلہ نہیں، انسان اگر خاندانی نظام پر غور کرے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں نظر آئیں گی۔ انسانوں کو دوسری مخلوقات کی طرح اگر اللہ تعالیٰ بغیر رشتے ناتے اور خاندان کے پیدا کرتا اور کر سکتا تھا اور اس کے بغیر بھی پرورش کر سکتا تھا، اس لئے کہ وہ جانوروں میں ریوڑ کے ریوڑ بغیر رشتے ناتے اور خاندان کے پیدا کرتا ہے، ہم کسی گائے، بیل، بھینس، بکری کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ بکری فلاں فلاں خاندان اور نسل کی ہے یا اس کا شوہر فلاں ہے یا اس کے فلاں فلاں رشتہ دار ہیں، خاندان، قبیلے، وطن اور زبان کے اختلاف کا تعلق صرف انسانوں کے ساتھ ہے، انسانی علاقے اپنی اپنی زبانیں بولتے ہیں اور جانے پہچانے جاتے ہیں۔ رشتے ناتوں کی وجہ سے انسانوں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور وہ ایک دوسرے کی خدمت اور مدد کرتے ہیں اور بچوں کی پرورش کرتے ہیں اور بچے ماں باپ کی خدمت کرتے ہیں، رشتوں کی وجہ سے بیوی، بیٹا اور بیٹی کا وجود ہوتا ہے، جو سب

آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں، جن لوگوں کو بہنیں نہ ہوں ان سے پوچھئے کہ وہ کیسے بہن کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، جن کو بھائی نہ ہو تو ان سے پوچھئے کہ وہ کیسے بھائی کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، انسانوں میں رشتے ناتے نہ ہوتے تو سب خود غرض اور ایک دوسرے سے بے توجہ کی زندگی گزارتے اور دور رہتے، رشتوں کی وجہ سے انسان بڑی بڑی ذمہ داریاں قبول کرتا اور قربانیاں دیتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دل، دماغ، آنکھیں اور کان اس لئے نہیں دیے کہ وہ ان سے سوچنے سمجھنے کا کام لینے کے بجائے صرف دنیاوی فائدوں کے لئے انھیں استعمال کرے اور اندھوں بہروں کی طرح زندگی گزارے اور یہ نہ سمجھے کے حق کیا ہے، باطل کیا ہے، اگر وہ علم، عقل، سماعت، بصارت اور ضمیر کا استعمال صحیح کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کو سمجھ سکے گا اور تمام ضرورتوں اور حاجتوں میں اللہ تعالیٰ ہی سے رجوع ہوگا۔ یہ انسانوں کی بہت بڑی بیوقوفی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جھاڑوں، پہاڑوں، جانوروں اور مردہ انسانوں سے رجوع ہوتا ہے اور مدد مانگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آبادی کے بڑھنے سے ضرورت کی چیزوں میں اضافہ کر رہا ہے

شروع زمانے سے انسانوں کی ضرورتوں پر غور کرو، اللہ تعالیٰ انسانوں کی آبادی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ دنیا میں ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اسباب کو بھی اسی انداز سے بڑھاتے جا رہا ہے، پچھلے زمانوں میں انسانوں کی آبادی بہت کم تھی، اس زمانے میں لوگ ٹھیلوں اور بنڈیوں، گھوڑوں، اونٹوں اور گدھوں پر سفر کرتے تھے اور ان جانوروں کو باقاعدہ پالتے۔ اونٹوں اور گھوڑوں کے اصطبل ہوا کرتے تھے، جیسے جیسے انسانی آبادی بڑھنے لگی، لوگ اگر اس زمانے میں گھوڑوں، اونٹوں پر سفر کرتے تو ان کی ضرورتیں پوری نہ ہوتیں اور وہ تیز رفتاری سے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جا نہیں سکتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اونٹوں اور گھوڑوں کی جگہ اس زمانے میں ان کی سفر کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے پٹرول ایجاد کروایا اور انسانوں کی سائنس کو ترقی دے کر تیز رفتار گاڑیاں، لاری، بس، ٹرک موٹر، ہوائی جہاز،

ریل گاڑیاں ایجاد کروائیں، ان گاڑیوں سے انسان اپنی تجارت کا سامان، دوائیں، غلہ، اناج اور ترکاریاں لے جاتا ہے اور مسافر دو چار گھنٹوں میں میلوں کا سفر طے کرتے ہیں اور اپنا سامان دوسرے مقامات پر منتقل کرتے ہیں، اس کے برعکس موجودہ آبادی کے لحاظ سے گھوڑا اور اونٹ ہوتے تو انسانوں کی زندگی بربادی کا شکار ہو جاتی، یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی پرورش کا انتظام ہے، جو انسانوں کی آبادیوں کے لحاظ سے کیا گیا، اگر شروع زمانے ہی میں یہ تیز رفتار گاڑیاں اللہ تعالیٰ ایجاد کرادیتا، تو ریلیں مسافروں سے خالی چلتیں اور ٹرک اور لاریوں میں کوئی سامان، غلہ، اناج اور پھل پھلاری نہ جاتے۔

پچھلے زمانوں میں غلہ اور اناج اتنا ہی اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دیا جتنی ان کی آبادی تھی؛ چنانچہ آبادیوں کے لحاظ سے اکثر لوگ باؤلی، کنوؤں، ندی اور تالابوں کے پانی سے زراعت کر لیتے اور مختصر غلہ، ترکاریاں، اناج، پھل پھلاری حاصل کر لیتے، جیسے جیسے انسانوں کی آبادی بڑھنے لگی، اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں یہ صلاحیت دی کہ وہ عمدہ سے عمدہ کھاد تیار کریں اور ہل کی جگہ ٹریکٹر استعمال کر کے ہزاروں ایکڑ زمین کو زرخیز کریں اور کنوؤں اور بورویلوں کے ذریعہ سینکڑوں ایکڑ زمین پر زراعت کریں، پچھلے زمانوں میں چاول اور گیہوں کے پودوں کو وہ صرف چند بالیاں دیتا تھا اور ایک کھیت سے دس بارہ تھیلے اناج حاصل کیے جاتے تھے، مگر موجودہ زمانے میں تھوڑی زمین پر عمدہ کھاد استعمال کروا کر اللہ تعالیٰ پودوں کو دس دس بالیاں، دس دس بھٹے اور کثرت سے پھل، پھول دے رہا ہے، جس کھیت میں دس بارہ تھیلے اناج نکلتے تھے، آج کنٹلوں سے اناج نکل رہا ہے، یہ صرف اور صرف انسانوں کی آبادی بڑھنے سے اللہ تعالی نے ربوبیت کا شاندار انتظام کیا، پچھلے زمانوں میں اتنے اناج اور پھل پھلاری نکلتے، تو سڑ کر خراب ہو جاتے، اس لئے کہ انسانوں کی آبادی اتنی تھی ہی نہیں کہ پورا اناج اور پھل استعمال کیا جا سکے۔

پچھلے زمانوں میں انسان نے جب لکھنا پڑھنا شروع کیا، تو اللہ تعالیٰ اس کی اس ضرورت کو پتھروں پر، چمڑوں پر اور پتوں پر پوری کرتا تھا اور زیادہ تر لوگ کاتب بنتے اور ہاتھ

سے ہر چیز لکھتے تھے؛ چنانچہ مغل دور تک بھی اورنگ زیبؒ ہاتھ سے قرآن مجید لکھتے تھے۔ جب انسانوں میں لکھنے پڑھنے کا بہت زیادہ رواج ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو کاغذ بنانے کی صفت عطا فرمائی اور دنیا میں ہاتھ سے لکھنے کا طریقہ ختم ہو کر پرنٹنگ سسٹم کو ایجاد کروایا اور انسان نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ٹیپ رائیٹر، کمپیوٹر اور پرنٹنگ مشینیں ایجاد کیں اور آج دنیا میں تمام دفاتر اور ان کی حکومتوں کے سب کام چھپائی پر چلتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس زمانے میں اگر چمڑوں پتوں اور پتھروں پر لکھنے کا طریقہ جاری رکھتا، تو انسان نہ اتنے مدرسے، کالج چلا سکتا اور نہ حکومت اور دفاتر کے کاروبار کر سکتا تھا۔ یہ تو اللہ کی شان ربوبیت (پرورش) ہے کہ اس نے انسانوں کی ضرورت کے لحاظ سے ان کو کاغذ کی صنعت اور پرنٹ کی صنعت عطا فرمائی۔

شروع زمانے سے انسان مرغ، بکرا، گائے اور بیل شوق سے کھاتا ہے اور ہر زمانے میں یہ انسانوں کی پسندیدہ غذا رہی اور ہے، انسانوں کے علاوہ دوسرے جانور بھی ان جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور پرورش کا انتظام دیکھئے کہ ان جانوروں میں برکت دی، سور، بلی اور کتا کے مقابلے ان جانوروں کو بچے کم ہوتے ہیں اور یہ جانور دنیا کے انسان شوق سے کھاتے اور اپنی دعوتوں میں ان کے گوشت سے ضیافت بھی کرتے ہیں، ہر روز لاکھوں جانور ذبح ہوتے اور حج کے ایام اور بقر عید کے موقع پر پوری دنیا میں لاکھوں جانور قربانی کئے جاتے ہیں؛ مگر پھر بھی کسی زمانے میں ان جانوروں کی کمی نہیں ہوئی، چاہے انسانوں کی آبادی کتنی ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں انسانوں کی پرورش کے لئے بکرے، گائے، بھینس، گاؤں میں دیکھا تا ہے اور ہم ہر طرف ان جانوروں کو دیکھتے ہیں، پوری دنیا میں ہر روز مرغی، بکرے اور گائے ذبح کرنے کے باوجود دنیا میں کبھی کمی نظر نہیں آتی، یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی پرورش کا انتظام ہے۔

پچھلے زمانوں میں لوگ آبادی کے لحاظ سے گھروں میں مرغیاں پال کر ان سے کچھ انڈے اور گوشت حاصل کر لیتے تھے؛ مگر جیسے جیسے انسانوں کی آبادی بڑھنے لگی اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مرغیوں کے فارم ہوز قائم کرنے کی توفیق دے دی، ان کی تعداد اور انڈے بڑھانے

کے نئے نئے طریقے سکھائے، جس کی وجہ سے آج فیڈ (feed) کھا کر لاکھوں انڈا ہر روز انسانوں کی غذا بنا ہوا ہے اور ہر روز انسان اپنی شادی، بیاہ اور دوسرے دعوتوں میں مرغی کا گوشت کثرت سے استعمال کر رہا ہے؛ مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ مرغیوں کی کمی نہیں کرواتا ہے، یہی حال گائے، بھینس، اونٹ اور بکری کا ہے، اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور دوسرے جانداروں کی پرورش میں دودھ کو اہم غذا بنایا ہے اور انسان دودھ کو نہ صرف اپنے بچوں کو پلاتا؛ بلکہ مختلف غذاؤں میں بھی استعمال کرتا ہے، ذرا غور کیجئے! ہر روز لاکھوں جانور ذبح ہونے کے باوجود دنیا میں اللہ تعالیٰ نے دودھ کی کبھی کمی ہونے نہیں دی، انسانوں کی آبادی کے لحاظ سے ہر زمانے میں دودھ کی مقدار میں اضافہ ہی کرتا رہتا ہے اور دودھ انسانوں کو آسانی سے مل جاتا ہے۔

پچھلے زمانوں میں اللہ تعالیٰ میوہ اور پھل پھلاری انسانی آبادی کے لحاظ سے دیتا تھا، جیسے جیسے انسانوں کی آبادی بڑھنے لگی، پھل کثرت سے بازاروں میں آنے لگے، چنانچہ پچھلے زمانوں میں انار، سیب، موسمی، تربوزہ جیسے پھل کم آتے تھے، مگر آج بازاروں میں دوکانیں پھلوں سے بھری نظر آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کی آبادی کے لحاظ سے کثرت سے میوہ آبادیوں میں بھیجتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ضرورت کے لحاظ سے پٹرول کی جگہ اب گیس سے موٹر گاڑیاں چلانے کی ٹکنالوجی انسانوں کو عطا فرمائی۔

بجلی کی جگہ اللہ تعالیٰ نے سولار سسٹم سے بجلی حاصل کرنے کی ٹکنالوجی انسانوں کو عطا فرمائی، یہ صرف اس کی پرورش کا انتظام ہے۔

ٹیلیفون کی جگہ فیاکس اور انٹرنٹ کے ذریعہ تمام کاروبار انجام دینے کی صلاحیت اللہ نے عطا فرمائی تاکہ حکومتوں کے کاروبار آسان ہو جائیں۔

انسانوں کو ہر جگہ سے بات کرنے کی سہولت کے لئے موبائیل فون جس میں بات کرنے والے کی فوٹو بھی آتی ہے عطا فرمایا اور انسانوں کی ضرورتوں میں آسانی پیدا فرما دی۔

کمپیوٹر کو انسانی زندگی کے ہر شعبے میں کام کرنے والا بنا کر انسانوں کو بہت آسانی پیدا

کردی، یہ سب پرورش کے انتظامات ہیں، شروع زمانے سے انسان کپاس یعنی روئی سے دھاگا حاصل کر کے لباس بناتا تھا اور ہر زمانے میں انسان کو کپڑا آسانی سے دستیاب ہوتا رہا۔ آج کپڑے تیار کرنے کی بڑی بڑی فیکٹریاں چل رہی ہیں۔ غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر زمانے کے لحاظ سے انسانوں کی آبادی کے لحاظ سے برابر اضافہ کرتا رہا اور کر رہا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں بھی دنیا میں سات سمندر تھے، یعنی ایک حصہ زمین تین حصہ پانی اس زمانے میں آبادی کم تھی اور پھر آبادی آہستہ آہستہ بڑھتے گئی، آج بھی وہی سات سمندر ہیں، انسانوں کی آبادی ملین میں ہے اور انسان زندگی کے اکثر شعبوں میں پانی کی ضرورت رکھتا ہے، اتنی آبادی ہونے کے باوجود انسان پانی برابر حاصل کر رہا ہے، یہ اور بات ہے کہ اگر انسان زکوۃ برابر ادا نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ پانی روک دیتا ہے، یا عذاب کے طور پر روک دیا جاتا ہے، مگر ہر زمانے میں انسان کو یہ نعمت ملتی رہی اور مل رہی ہے۔

ربوبیت (پرورش) کی وجہ سے وحی اور رسالت بھی ضروری ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آج سے چودہ سو سال پہلے آخری وحی قرآن مجید کو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے نازل فرمایا اور حضرت محمد ﷺ پر نبوت ختم کر کے سلسلۂ نبوت بند کر دیا، چودہ سو سال پہلے لوگ اتنے تعلیم یافتہ نہیں تھے اور نہ سائنس وٹکنالوجی میں لوگوں نے اتنی ترقی کی تھی، جتنی آج کئے ہوئے ہیں؛ مگر قرآن مجید اور حضور ﷺ کی زندگی اس زمانے کے لوگوں کے لئے بھی عین فطرت کے مطابق تھی اور آج کی سائنس وٹکنالوجی کا پڑھا لکھا انسان بھی اسی کا محتاج ہے، قیامت تک لوگ چاہے کتنے ہی پڑھے لکھے ہو جائیں، قرآن وسنت ہی کے محتاج رہیں گے اور وہی ان کی رہبری کے لئے ضروری ہوگا، کوئی نئی وحی اور نئے رسول کی ضرورت نہیں۔

❁ کائنات کی تمام چیزوں میں ربط وتعلق محض اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت ہی کی وجہ سے ہے۔ وہ رب ہے اس لیے تمام چیزوں میں ربط وتعلق پیدا کر کے مخلوقات کی ضروریات پوری کر رہا ہے اور یہ سلسلہ ہزاروں لاکھوں سالوں سے جاری ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کائنات کا بنانے والا الگ نہیں اور نہ ضرورتیں پوری کرنے والا الگ؛

بلکہ اللہ ہی خالق بھی ہے اور رب بھی ہے، اس کی ربوبیت ہی کی وجہ سے کائنات کا نظام بغیر کسی خرابی، رکاوٹ اور نقص سے اربوں سالوں سے ایک ایک منٹ اور سکنڈ آگے بڑھ رہا ہے اور اللہ کی اس ربوبیت پر انسان کو اتنا زبردست اطمینان و بھروسہ ہے کہ وہ ہر روز اس یقین واطمینان کے ساتھ کہ سورج کل نکلے گا، کل صبح ہوگی، دن ہوگا پھر رات آئے گی۔ وہ یقین رکھتا ہے کہ سورج چاند کبھی لیٹ نہیں ہوں گے، کبھی دن رات نکلنے میں غلطی نہیں ہوگی، اس کی بنیاد پر اڈوانس جنتریاں، کیلنڈر اور سال بھر کا خرچ اور دفاتر و اسکولس کے کام کرنے اور تعطیل کے دن مقرر کرتے ہیں، ہر کوئی سفر، شادی بیاہ اور قرض کے لین دین کی تاریخ کو مقرر کرتا ہے، ہر انسان کو یہ معلوم ہے کہ اللہ کی یہ ربوبیت اتنی مضبوط ہے کہ سوتی حالت میں اس کا دل برابر کام کرے گا، سانس برابر چلے گی۔

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ ماڈرن ہوگیا ہے، لہٰذا چودہ سو سال کے پرانے دین میں بھی ماڈرنیزم آنا چاہیے۔

❁ اگر انسان اپنی تمام ضرورتوں پر غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالی نے اس کی ربوبیت کے لیے جو نظام شروع کے انسانوں کے لیے بنایا تھا، آج بھی انسان سائنس داں، ڈاکٹر اور انجینیر ہو کر انہیں طریقوں سے اپنی ضرورتیں پوری کر رہا ہے۔ مثلاً: شروع کے انسان جس طرح پیدا ہوتے تھے، آج بھی لوگ ویسے ہی پیدا ہو رہے ہیں، شروع کے انسان جس طرح نو مہینوں تک ماں کے پیٹ میں ہوتے تھے، آج بھی ویسے ہی نو مہینوں تک پیٹ میں رہ کر پیدا ہو رہے ہیں، شروع کے انسان کو جس طرح موت آتی تھی، آج بھی ویسے ہی انسان مر رہے ہیں، ترقی کر کے اس نے اپنی پیدائش اور موت کے نظام کو نہیں بدلا، شروع کے انسان جیسے بچپن، جوانی اور بڑھاپے سے گزرتے تھے، آج بھی وہ ترقی کرنے کے باوجود بچپن، جوانی اور بڑھاپے سے گزر رہے ہیں، ایسا نہیں کہ وہ ترقی کر کے پیدا ہوتے ہی جوان ہو رہے ہوں اور بڑھاپے سے نہیں گزر رہے ہوں، شروع کا انسان جس طرح بھوک پیاس

محسوس کرتا اور منہ سے کھاتا پیتا تھا اور جسم سے بول و براز خارج کرتا تھا، آج بھی انسان ترقی کر کے اسی طرح بھوک پیاس محسوس کرتا اور کھاتا پیتا ہے، ایسا نہیں کہ ترقی کر کے اس نے منہ کے بجائے کھانے پینے کی جگہ تبدیل کر لی ہو۔ غرض یہ کہ ابتداء کا انسان جس طرح سوتا تھا، جس طرح تھکان محسوس کرتا تھا، جس طرح کھیت اور زراعت کرتا تھا، جس طرح تجارت اور نوکری یا ہنر سے کام کرتا تھا، جس طرح خوشی اور غم کو محسوس کرتا تھا، جس طرح حکومت کرتا تھا، جس طرح لکھتا پڑھتا تھا، جس طرح مرنے کے بعد زمین میں دفن ہوتا یا جلا دیا جاتا تھا، ترقی کرنے کے باوجود ساری ضرورتیں آج بھی انسان بالکل اسی طرح پوری کر رہا ہے، البتہ اس نے ترقی کس چیز میں کی سواریوں میں، نئی نئی سواریاں نکالیں، فرنیچر میں نئے نئے فرنیچر نکالے، جھونپڑی اور چھپر کے مکانوں کی جگہ بنگلے اور فلیٹ بنائے، کپڑے پہننے میں، ماڈرن تہذیب کو اختیار کر کے بے پردہ بنے اور ننگا لباس پہنا، تلوار کی جگہ بندوق اور بم سے لڑنا شروع کیا، جڑی بوٹیوں سے گولیوں اور ٹائبلیٹ بنایا، چمڑوں، پتوں اور ہڈیوں پر لکھنے کی جگہ کاغذ پر لکھنا شروع کیا۔ بات کرنے کے لئے مائک، ٹیلیفون اور ٹی وی کا استعال کر رہا ہے، سورج چاند ستاروں کا نظام وہی ہے، جو شروع میں تھا موسموں کا نظام وہی ہے جو شروع میں تھا، شروع سے دن اور رات بارہ بارہ گھنٹوں کے ہی ہیں سائنس کی ترقی سے ان میں کوئی تبدیلی نہیں، برسات اسی طرح ابر سے برستی ہے، پودے زمین ہی سے اگتے ہیں، گوشت، انڈے اور دودھ آج بھی جانوروں سے مل رہے ہیں، آسمان وہی ہے، زمین وہی ہے، ہوا وہی ہے، آخر زمانہ نے ترقی کی تو کس چیز میں؟ نئے سامان بنا کر، نئے انداز کے گھر بنا کر، نئے انداز کی سواریاں بنا کر، نئی مشین ایجاد کر لی اور زراعت میں ٹرکٹر اور کھاد کا استعمال کیا، باؤلی اور کنوؤں کی جگہ بورویل ڈالے گئے تجارت میں سودی نظام کو گھسا دیا گیا۔

❁ اسلام انسانوں کو تیز رفتار سواریوں کے استعمال کرنے سے نہیں روکتا، تجارت اور ہنر اختیار کرنے سے نہیں روکتا۔ فرنیچر استعمال کرنے سے نہیں روکتا، نئے انداز کے گھر اور بنگلے بنانے سے نہیں روکتا، نئے انداز کے طبی طریقہ اختیار کرنے سے، مائک اور ٹیلی فون اور ٹی وی

استعمال کرنے سے نہیں روکتا، لکھنے پڑھنے کے لئے کاغذ استعمال کرنے سے نہیں روکتا، اسلام اصل میں انسانوں کو زندگی گزارنے کے اصول اور طریقہ سکھاتا، اسی کے احکام دیتا اور زندگی کے ہر کاموں میں صرف اللہ کی عبدیت و بندگی کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ زندگی کے تمام کاموں میں اللہ کی صحیح عبدیت و بندگی سیکھنا ضروری ہے۔ وہ ہدایت اللہ نے اپنی آخری وحی قرآن مجید کے ذریعہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کو دی ہے، اس میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔

❁ مخلوقات کو پیدا کرنے کے بعد ان کی سب سے بڑی ضرورت ان کو زندگی گزارنے کی ہدایت دینا ہے، اور یہ کام سوائے مخلوقات کے خالق کے دوسرا نہیں کرسکتا؛ اس لئے کہ وہ اپنی مخلوق کی فطرت طبیعت اور صفات سے واقف ہوتا ہے۔ شروع زمانے سے انسان پاک، ناپاک کی تمیز چاہتا ہے، حرام وحلال جاننا چاہتا ہے، شروع زمانے سے انسان ماں، بہن، بیٹی اور غیر عورتوں سے نکاح غلط سمجھتا، شروع زمانے سے انسانی فطرت زنا، رشوت، چوری، ڈاکہ، قتل، خون، جوا، سود اور گالی گلوچ کو گناہ اور برا سمجھتی رہی اور آج بھی سمجھ رہی ہے، شروع زمانے میں ننگا پھرنا بے شرمی شمار ہوتی تھی، آج بھی ترقی کرنے کے باوجود ننگا پھرنا گناہ اور برا سمجھتا ہے، شروع زمانے سے انسان اپنی عورتوں، بیٹی، بیوی اور بہنوں کو غیر مردوں سے دور رکھنا چاہتا تھا اور آج بھی اس کی وہی فطرت ہے، شروع زمانے سے بے ایمانی سے تجارت اور دھوکہ بازی سے کاروبار کرنا برا سمجھا جاتا رہا، شروع زمانے سے انسانی فطرت ناپاکی کو برا سمجھتی تھی، رشتے داروں کے حقوق ادا کرنا چاہتی تھی، ہمدردی، محبت اور خلوص چاہتی تھی، شرک سے بے زار تھی سکون کی تلاش میں تھی اور آج بھی ہے، غیروں کی عبادت سے سکون نہیں پاتی تھی؛ چنانچہ اللہ نے جو احکام دیے وہ سب انسانوں کو ان کی زندگی گزارنے کے بارے میں ہے اور زندگی گزارنے میں طبیعت اور فطرت سیدھا اور صحیح راستہ چاہتی ہے اور فطری راستہ چاہتی ہے، وہ آج سے چودہ سو سال پہلے دیا جاچکا ہے، اس میں تبدیلی کی ضرورت ہی نہیں، یہ تمام احکام انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔

☆☆☆☆☆